

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله والثناء لله
والعزة لله والمجد لله

حسام

من تصنیف عارف بالله واصل الى الله حضرت مولانا

منشی میرداد علی شاہ رضا قلندر علوی نومی حشیشی می حرمۃ علیہ

خلیفہ حضرت میر غلام حسین اعظمی میرزا بدریگیا صاحب فیض العزیز

استقام می کش تھا نومی

میرزا بدریگیا صاحب فیض العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لرب العالمین است
ذات اوسکی شہر و شے سے عائی
اللہ احد ہے اور حمد ہے
کثرت میں ہے وحدت اوسکی مضر
اول ہے وہ ایسا خود ہے آخر
ایک جنس میں اوسکے لگے ضد
وہ آگ میں پانی کو بہا دے
وہ چاہے تو ہوا سبھی اکھٹی
وہ چاہے تو بجاری بجاری تھر
اوحی و علیم و اوقدیر است
ہم اوست سمیع و اکلیم است
نامتناہی میں اوسکی آیات
ارواح جنود میں اوسیکے

نہ اور پانی میں آگ نہ گھسے

کان مالک ملک یوم دین است
ہے وحدت مطلق عتباری
لہو یولد و لہو یلد ابد ہے
وحدت سے ہے کثرت اوسکی مظہر
باطن ایسا کہ خود ہے ظاہر
ذات اوسکی ہے جامع النقصین
دہ پانی میں آگ کو جلا دے
مٹی میں ہوا ہوا میں مٹی
باؤل کی طرح اوڑیں ہوا پر
اوست مرید و بصیر است
عالم ہمہ حادث اوقدیم است
یہ دفتر کر ہے اوسکی اک بات
امثال شہود میں اوسیکے

اجسام میں ہے تصرف اوسکا
جون بحر محیط قطرہ قطرہ
اور ہے وہی باطن اور ظاہر
جبر من و تو کا غل مجاہد ہے

اجرام میں ہے تصرف اوسکا
ذات اوسکی محیط ذرہ ذرہ
جب ہے وہی اول اور آخر
بہر اوسکے سوا تبا و کیا ہے

اور نعمت نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم -

آخر میں ہوا المہور اول
محمود احد ہے وہ محمد
شان اوسکی شہود ذات حق ہے
ہے جکا لوائے حمد آثار
احکام ہیں جنبش لسانی
اخلاق ہیں آیت معانی
ایک چھپر ہے مار میت اوسکی
تکین دل اک مطایب ہے
لولاک لما خلقت الافلاک
پر تہتا ہے درود ذرہ ذرہ
بروے و برآل پاک و یاران
حنین و بتول و شاہ حیدر
اعنی در شہر علم مطلق
منہ وانا العلیٰ مینے
بو بکر و عمر علی و عثمان

ہے اوسکا رسول نور اول
وہ احمد و حامد و محمد
ذات اوسکی وجود ذات حق ہے
ہے عالم ملک کا وہ سالار
اعجاز ہیں حرکت جنائی
اوصاف ہیں اوسکے منائی
اک فعل ہے اوسکا فوق ایدی
شق القمر اوسکا معجزہ ہے
فرماتا ہے اوسکو ایزد پاک
اوس شاہ پہ الف الف مرہ
صلوٰۃ و سلام صد ہزاران
ہیں آل یہ طاہر و مطہر
حیدر وہ علی ولی برحق
در شان وے کجک است کجی
ہیں چار اصحاب اوسکے ذیشان

القریر کینا یہ سراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کیا فہم بشر کا حوصلہ ہے

سراج کا جو معاملہ ہے

جز کشف نہ کوئی او سکو سمجھے
 گر عالم فقط سے ہو یہ تفسیر
 مان سمجھے وہ جسکو کشف بمعراج
 یحان کیا نہ تھا جا کے دان جو پایا
 یان دان میں تو بعد ہے مکانی
 آنے جانے میں تھی وہ آرزو
 یہ بات نہ عقل میں سما کی
 بر کشف میں جبکہ اسکو بولا
 تفصیل کیا بہت او نہوں نے
 کرتا ہوں میں مجھلات بیان کچھ
 عالم میں جو کچھ عیان ہوا تھا
 پھر وہ جو سخاں تھا بوالبشر سے
 آدم نے احد سے نور پایا
 اوس نور سے روح روح سو دل
 اوس نور سے تن کی پرورش تھی
 نہ چرخ نہان تھے آب و گل میں
 پھر پاک ہوا وہ آب و گل سے
 نے عرش نہ جسم نے دل و جان
 تن و لمین تو دل تھا محو جان میں
 کیا جانے وہ کیا ماحرہ تھا
 آئینہ بدست خویش تن داشت
 قرآن میں پڑھو دے نہ عہدے

وہ جب ہے کہ شیخ معرفت سے
 ہے حیرت عقیدت او سکی تسلیم
 کیا ہے نزول کیا ہے معراج
 وہ ان کیا تھا جو یان نہ ہا تھا آیا
 وان قطع تھی دوری زمانی
 آئے گئے اور تھا بستر اگریم
 اور ظن و قیاس میں کب آئی
 یہ بھید محققوں نے کھولا
 لکھا ہے کتب میں اکثر و نئے
 اوس راز نہان سے ہر عیان کچھ
 آدم میں وہ سب نہان ہوا تھا
 ظاہر ہوا افضل البشر سے
 احمد نے یہاں ظہور پایا
 دل سے تن و تن سے مایہ گل
 معراج او سکی اک شش تھی
 وہ عرش پہ عرش او سکی لمین
 تھا عرش بھی محو او سکے دل سے
 آن این بود دست و گشت این آن
 جان نور میں نور لا مکان میں
 یہ دان تھا کہ یا وہ یان یہ کیا تھا
 در آئینہ نیست خود وطن داشت
 ما اذھی عبدہ فاوح

اب ماسے زمانہ کوئی ماسے اسرار خدا خدایا ہی جاسے

مناجات ہمارا گاہ قاضی الحاجات طلب و شہادت لیسینہ پرستہ

علوی تو چھنا ہے آب و گل میں کر فکر کچھ اضطراب دل میں

کیا شے ہے یہ دل کی اضطرابی اور کہتے ہیں کہ کوئی باری

غم کیا ہے کہ جس سے دل کو ہے ربط کیا درویش مضطرب

کیا ہے آتش خیمہ مضطرب مضر کو دعا کے واسطے سے

اب تیرا بھی دل جو مضطرب ہی کر تو بھی دعا جو کچھ طلب ہے

لڑچاہے کامل اضطرابی تو کر یہ دعا آباہ و زاری

و

یار ب مراد دل ہے یا یہ تھک اس تھی سے عقلیری کم ہے

خدا اللہ علی قلوب است دل مراد ہوا ہے کا کج حلقہ

اس شنگدلی نے مجھ کو مارا سینے سے یہ دل مراد اگر

دل دے کہ جو آفت و بلا ہو جس دل میں کہ آرزو ہووے

جس دل میں نہ ہو غبار کا نام بانی کا یہ قطرہ اک زکام ہو

اور نار سے نور ہو گیت ہو لڑ آب یونار سے بدل ڈال

سینہ مراد ہمارہ کر دے دوزخ کی موائی پھر اگر آئے

دل دے کہ جو عشق سے بھر ہو دل دے کہ جو عشق سے بھر ہو

دو رخ کے شرار سے بدل ڈال اس دل کو کمال اک بھڑکے

بھڑکے جلے جلے جھکے جھکے شہزادہ کھڑکے

سبب جسکا معاملہ کھڑکے شہزادہ کھڑکے

سبب جسکا معاملہ کھڑکے شہزادہ کھڑکے

سبب جسکا معاملہ کھڑکے شہزادہ کھڑکے

سبب جسکا معاملہ کھڑکے شہزادہ کھڑکے

۱۵۰ از غنای کفر
۱۵۱ اقلوب اور
۱۵۲ اقلوب اور
۱۵۳ اقلوب اور
۱۵۴ اقلوب اور
۱۵۵ اقلوب اور
۱۵۶ اقلوب اور
۱۵۷ اقلوب اور
۱۵۸ اقلوب اور
۱۵۹ اقلوب اور
۱۶۰ اقلوب اور
۱۶۱ اقلوب اور
۱۶۲ اقلوب اور
۱۶۳ اقلوب اور
۱۶۴ اقلوب اور
۱۶۵ اقلوب اور
۱۶۶ اقلوب اور
۱۶۷ اقلوب اور
۱۶۸ اقلوب اور
۱۶۹ اقلوب اور
۱۷۰ اقلوب اور
۱۷۱ اقلوب اور
۱۷۲ اقلوب اور
۱۷۳ اقلوب اور
۱۷۴ اقلوب اور
۱۷۵ اقلوب اور
۱۷۶ اقلوب اور
۱۷۷ اقلوب اور
۱۷۸ اقلوب اور
۱۷۹ اقلوب اور
۱۸۰ اقلوب اور
۱۸۱ اقلوب اور
۱۸۲ اقلوب اور
۱۸۳ اقلوب اور
۱۸۴ اقلوب اور
۱۸۵ اقلوب اور
۱۸۶ اقلوب اور
۱۸۷ اقلوب اور
۱۸۸ اقلوب اور
۱۸۹ اقلوب اور
۱۹۰ اقلوب اور
۱۹۱ اقلوب اور
۱۹۲ اقلوب اور
۱۹۳ اقلوب اور
۱۹۴ اقلوب اور
۱۹۵ اقلوب اور
۱۹۶ اقلوب اور
۱۹۷ اقلوب اور
۱۹۸ اقلوب اور
۱۹۹ اقلوب اور
۲۰۰ اقلوب اور

وہ دل کہ ہو پاک آب و گل سے
 وہ دل کہ ہو قنبرہ وینا و آواز
 وہ دل کہ غرض سے بے غرض ہو
 وہ دل کہ جو آبلہ سار حجاب سے
 وہ دل کہ خدا کا ہو گداز گاہ
 وہ دل کہ مضطرب ہو
 وہ دل کہ مسکین لا ممکن ہو
 وہ دل کہ جو عشق کا ہو تار
 وہ دل مجھے دے کہ بے مثل ہو
 ورنہ بسوم قہر مانے
 حلقہ دل کوہ ارحمن دی
 خواب سر عمر نامحفوظ
 محتاج کے دل کا حوصلہ ہو
 شجون زن شکر شکایات
 سوداے دماغ و دشت گردان
 محصور ستارے شکساری
 قفل دہن چل رہا
 مشتاقی قلب و وعدہ گیران
 مخموری چشم نیم خوابان
 ضبط جگر بلا کشیدہ
 ہر شے بہت دلی مو
 مایوسی فاقہ یتیمان
 تنجالہ بنوک خار حشرت
 مغرور مستاع نامرادی
 امید دل جفا کشیدہ

سلسلہ یسعی از حق
 و تاسفانی و یسعی قلب
 البعد المومن ۱۲
 بین الاز صبیحین
 سلسلہ یسعی از حق
 البعد المومن ۱۲
 انشان کامل کل است
 کہ سوا اسے کیست
 اسکا دیا کیست
 انشان کامل است
 سیم پاره ان کل
 و اندر علم ۱۲

نہیں کہ ان کے لئے

وہ دل کہ بری ہو نام و دل سے
 وہ دل کہ ہو سحر و سحر
 وہ دل کہ نہ جیل میں چلے نہ جیل سے
 وہ دل کہ جو پانی ہو کہ بھابھ
 وہ دل کہ نہ جبین ہو حسنہ اللہ
 ہاں یہ بھی نہیں کہ اس کا ہو
 یہ بھی نہیں کہ اس کا ہو
 اور مصحف پاک کا سہارا
 طوبی کی شمع کا جو چھل ہو
 جنت بر نسیم محسوس ہائے
 حیرت سرخیم حلقہ ملت می
 بیداری ویدہ نہفتہ
 مظلوم کے دل کا و لو کہ ہو
 برسم کن محفل حکایات
 بیتابی پائے رہ نور دان
 آزاد رہ خود اختیاری
 محراب خلوت آرمیدہ
 بیباکی حنا طراسیران
 مستی سر عدم شتاتان
 جذب دل عافیت تریدا
 محتاط خیال خاطر کور
 و سحر رخ سفرہ ندیان
 جوالہ شعلہ زار حشرت
 نازندہ لہجہ حنا نہ زادی
 نومیدی جان طلب رسیدہ

نوحه گر بزم ماتم خویش
 نقد مشت فزخ ^{اگر} دستمان
 مجبوری یا شکسته در بار ^{مطلین}
 گویای طفل نور سیده
 دامان نگاه خا کساران
 صورتی که ^{عنا} تبستان
 ناموس ^{مظهر عیان} خیر و یار و داده
 مست ^{مست} طرز یکسختی بود
 بچشم حیات ^{مست} اهل حقیقت
 رنگ رخ خون آرزو ما
 خطیما ^{خطیما} سالک عشق
 کیف دل حامل امانت
 ثابت قدم ره یقین
 مفتاح صلوات ^{لا صلوات الا بعد القلب} با حضوری
 تفریح ^{تفریح} شلوب روزه داران
 آنجا ^{با غلوس} صلاح نیک ^{تدبیر} خستمان
 نشاء ^{ببین صاحبان} بطون عقل ^{نشان} کل
 هو لفظ لب حقیقت کل
 صحرای ظلم ^{صحرای} کا بگونا
 سیل عسرق رخ خجالت
 تحصیل شکوه تاج بر سر
 مفتون ادا ^{ببین} بختی نزاری
 مشتاقی قلب ^{ببین} سینه سوزان
 موج ^{ببین} سحر فتنه زادی
 عاشقی

این سخن کان فی نه ای نهی نهی فی الاخره الحی

پروانه مشعل غم خویش
 عقل سر حال ^{مست} پرستان
 مختاری عادت ^{مست} عشاق
 خاموشی حیرت ^{مست} حسی
 گلبانگ ^{مست} بگوش ^{مست} سوگواران
 جلوه ^{مست} گشت ^{مست} ابدان
 عار و دل ^{مست} کف ^{مست} نهاد
 حیانه ^{مست} کس ^{مست} بی ^{مست} بولوت
 بهر دوش ^{مست} سنگان ^{مست} جلوت
 آواز ^{مست} شکست ^{مست} ابرو ما
 سرمایه ^{مست} حال ^{مست} بالک عشق
 سنگینی ^{مست} کوه ^{مست} استقامت
 اور ^{مست} سرمه ^{مست} چشم ^{مست} دور بین
 کل ^{مست} البصری ^{مست} علاج ^{مست} اوری
 مشغولی ^{مست} حال ^{مست} حج ^{مست} گذاران
 انجام ^{مست} و حال ^{مست} حق ^{مست} پرستان
 تقدیر ^{مست} بخت ^{مست} چرخ ^{مست} شناسان
 تصویر ^{مست} ظهور ^{مست} شکل ^{مست} کل ^{مست} بهو
 معنی ^{مست} دل ^{مست} طبیعت ^{مست} کل
 شکل ^{مست} مو ^{مست} مو ^{مست} م ^{مست} کا ^{مست} بیولا
 اشک ^{مست} رخساره ^{مست} ندامت
 تسکین ^{مست} شلوب ^{مست} یار ^{مست} دور
 همچون ^{مست} طریق ^{مست} جا ^{مست} نگدازی
 کشف ^{مست} دل ^{مست} پاک ^{مست} دیده ^{مست} دولان
 مظلوم ^{مست} در ^{مست} ستم ^{مست} نهادی
 صاحب ^{مست} آداب

لحن الصوم
 عند الافطار وعند
 نقار الحسن ۱۳ و فی
 حکایات الفلاس الصوم
 کلام از اجزی به ۱۲
 تفصیل عالم
 عقل کل نفس کل
 طبیعت کل تجرید
 شکل کل جسم کل

ہو نقطہ خال چشم گرداب
 مست دم قتل صفت سحر
 سیرابی سبزه بہاری
 بیداری صرصر خنرانی
 سرگشته وادی محبت
 غوغا کے کبوتران یا ہو
 رنگ رخ عنبرم قلب فریاد
 گوئے بازی طفل اغوش
 قلبیکہ بدین ^{صاحب اطفال} محبت
 محمود زاکبر و کبیرا
 رازیکہ بروئے گل شگفتہ
 مقبول گواہ خون عشاق
 ملبوس خودی سے جو ہونگا
 تقویم مال شرف اختر
 شیدائے نقش بام عنقا
 گلستہ زیب تارم ^{طائر} کوز
 منشائے کنایہ ہمہ دوست
 یاس ادب دل فرشتہ
 ماہی محیط حب ذاتی
 مصداق صفات گوئے گونہ
 فالوئس چراغ بام اسرے
 مقبول زہ قنار مطلق
 بارگاہ یگانہ برد و بند
 لوح سیرم قد غریبان
 نیان سحر حکایت و نقل

طول خط غور چاہن چیتہ سحاب
 سرشاریہ صبا کہ صبحی
 آزادی سر و جو بیاری
 بے محسری باد محسرو گانی
 وحشی ہوا کے کوئے الفت
 مضمون برات شاخ آہو
 مفہوم مال ضرب حداد
 شغل ^{نہایت نرم} خنوں خود فراموش
 روحی ^{خوفنا فی اللہ} سحر حق و خفا
 از پاشن ^{شغل} انقاس تانضیر
 سحرکہ بغیرہ و نہفتہ
 دلدادہ دلبران آفاق
 شمع رخ ^{یعنی حقیقی} محسرو کا تنکا
 ہنگامہ ^{منو} سرور چرخ حقیر
 مشاق صنفیر دام عنقا
 اور وجہ سحر کے ابن منصر
 مقصود عقیدہ ہمدوست
 باسیرت حور عین سرگشتہ
 در صدقہ ^م صنفاتی
 اسما کے آہی کا نمونہ
 قندیل منازل تدلے
 خویافتہ عنقا مطلق
 از طعنہ غیر حلقہ و رگوش
 بے برگ لاشہ شہیدان
 اور جو پیراغ کشتہ غفل

لعل درشت عارف
 اکسیر اکمل
 لاجپادون لوتہ

ہو مدنجاہ اہل مینش
 کشتی طلسم بحر کیتا د
 دیوانگہ معرض خدا فی
 گلزار خلیل کاشگوفہ
 درج گہر بہار یوسف
 بعض کف دست موسوی ہو
 ہونگ کف رسول محمود
 نور چشم شعیب و نشان
 وہ دل کہ انیس صبرا یوب
 ہو خاتمہ خوان ذکر روحی
 ہو عرضہ گہ ظهور عالم
 پابند بہ سنت نبی ہو
 بواب درخفاے سرا
 تسلیم حسن سے ہو جو خوگیر
 سوز داغ علی اکبر
 نقش کف پائے آل احمد
 آب گرد آب حبیب حوا
 بوئے ہوس سہر زلیخا
 چون کوکب سعدیجت بلقیس
 این جہلہ بصورت ہمہ او
 لہ پے کشف ساق تصویر
 بالک ہٹ موسی با وفا کی
 دل ہو گل کاشین سلامت
 متفرج امر آدن صنی
 عالم کا غریہ مجھ کو دیدے

۵۱ مصدق
 اللہ شہنشاہ
 لومین ہنرمند
 لطفہ ۱۲
 مثل پریشان
 ۵۲ یعنی بی
 ۵۳ یعنی بی
 ۵۴ یعنی بی
 ۵۵ یعنی بی
 ۵۶ یعنی بی
 ۵۷ یعنی بی
 ۵۸ یعنی بی
 ۵۹ یعنی بی
 ۶۰ یعنی بی
 ۶۱ یعنی بی
 ۶۲ یعنی بی
 ۶۳ یعنی بی
 ۶۴ یعنی بی
 ۶۵ یعنی بی
 ۶۶ یعنی بی
 ۶۷ یعنی بی
 ۶۸ یعنی بی
 ۶۹ یعنی بی
 ۷۰ یعنی بی

مقصود بہار افریش
 سرمایہ خلق آدمی زاد
 اور مسند عدل کبریا فی
 اور باغ جمیل کاشگوفہ
 برج قمر لقا یوسف
 یکت کب پاک علیوی ہو
 ہوا بہن دست پاک داؤد
 نقش فص خاتم سلیمان
 ہو گوہر شک چشم یعقوب
 شاگرد رشید شکر نوحی
 صورت کردہ بطون آدم
 خو کردہ فاقہ علی ہو
 دربان جناب پاک زہرا
 خویافتہ رضا شہر
 خون زخم علی اصغر
 دست وفاے آل احمد
 خاک دامان ام عیسیٰ
 مشتاقی خاطر زلیخا
 اور رکین غنیمت بلقیس
 در آئینہ سکہ تہا ہو
 چون صرح حمرد قواریر
 تریا ہٹ بی بی آسیا کی
 خاکہ گلخن ملامت
 متنبہ فاذہوا العبدی
 تابوت سکینہ مجھ کو دیدے

گنجینہ گوہر خیا لی
 وہ نقطہ کہ جسکا اک نشانہ
 وہ قطرہ کہ جسمین لاکھوں دریا
 وہ جزو کہ جسمین سارا کل ہے
 وہ تنگ نہ وہم جس میں ہے
 وہ دل کہ جو اس میں دخل ناوین
 وہ دل کہ ہو خزن خوشی پاک
 جلنے میں جو کوہ طور ہو دے
 وہ دل کہ جس کا چور ہوئے ^{یعنی غریب شد}
 وہ دل کہ جسے نہ چین آئے ^{حرمان}
 وہ دل کہ جو داغ داغ ہوے
 وہ دل کہ جو چین سے نہ سوئے
 جو دل ہو چیراغ ^{یعنی محفل} رنڈر کا
 وہ دل کہ نہ جسمین مدعا ہو ^{ساکھ}
 وہ دل کہ جو لاکھ زخم کھائے
 جس دل نے نہ زخم کو چھپایا
 جسمین ہو خشوع ^{مناظر} بنے قیادی
 وہ دل کہ شکر ہو بندہ جسکا
 نازک ہو مثال شب نیم خار
 وہ دل کہ نگاہ لگ کے ٹوٹے
 ہو بختہ خور میں جیسے اولاد
 دل ہو کہ جابجہ بد دلت
 وارستہ ملت و سبیل ہو
 اور سختی میں اوسکی ہو بحالت
 محشر کے شکست سے نہ ٹوٹے

آئینہ صورت مثالی
 عالم کا یہ سب کتابخانہ
 وہ ذرہ کہ ورون جسمین صحرا
 وہ کل کہ جو جزو جزو دکھلائے
 واسع وہ خدا جہان سمائے
 کونین کو رکھ کے بھول جاؤں
 جو جنت و نار سے ہو بیجاک
 وہ دل کہ تمام نوز ہو دے
 وہ دل کہ جو گھر کا چور ہوئے
 جب تک کہ نہ خون میں تہائے
 وہ دل کہ بہا ^{در دشمن} آریاغ ہوے
 وہ دل کہ تمام عمر روے
 جو چاندنا ہو اندھیرے گھر کا
 وہ دل کہ جو خانہ خند آہو
 پھر آہ کے ساتھ منہ کو آئے
 ناسور نے جسمین گھر بنایا
 جس دل کا ہو کھیل پاکبازی
 تریاق ہو زہر مہر خندہ جسکا
 جو چھڑتے ہی گلے کا ہو مار
 اندیشہ آہ لگ کے ٹوٹے
 ہو پاپے خیال کا پھیللا
 گرداب تلاطم ملامت
 وابستہ دین صلح کل ہو
 ہر جا ہو قیام میں قیامت
 وہ شیشہ کہ مست سے نہ پھوٹے

وہ دل کہ جو دہم میں آئے	وہ دل کہ جو دہم میں آئے
وہ دل کہ جو دل ہو کام کا دل	وہ دل کہ جو دل ہو کام کا دل
کعبہ میں کہ دیر میں گزر ہو	کعبہ میں کہ دیر میں گزر ہو

اور باب تعذر از مبادرت طلب

<p>علوی یہ طلب یہ تو ہے اندر جس شخص کو ہو یہ دل غایت اس دلو کو ہے یوں تو کون پاتا لازم ہے یہ دل جو کوئی پائے دورات رہے یہ اس سے بشیا ذوق او سکانہ ذائقہ اٹھائے پھونچے نہ نگاہ کی نظر تک عقل اپنی بھی دمان نہ جانے پائے دو رخ ہے غرض یہ دل جہان ہے یہ مخزن چار وہ طبع ہے یہ دل جو عیان نہ تو بہتر اس دل کا جہان نشان ہی پاتا اس دل کا جہان میں جیت چرچا</p>	<p>سینہ ترا اور یہ دل خدا خیر اک حشر ہے فتنہ ہے قیامت جان دیکھے بھی کم ہے ہاتہ آتا آہستہ بغل میں لے دبا ہے چھو لے تدے لامر کو زہا ہوا و سکی نہ شامہ تک آئے اور سامعہ کو نہو خبر تک خود سے بھی تو اپنے میں چھپائے ظاہر ہے یہی ہی نہان ہے ما بین الاصبغین حق ہے مشہور جہان نہو تو بہتر ہے عشق او دہر دم شرماتا ہر ایک ہے یوں پکارا اٹھتا</p>
--	--

لہذا قلوب الہیون
من الاصبغین
من اصالح الفکر
بقلمہا کفایت

غرمیت موکب سلطان عشق جانب خرابستان کشور دل
ناتوان و انتباہ خدام جناب عشق مبادی عام کج خلقوتیا
عصمتکہ خیال کہ مجموعہ اتصال و انفصال بدل نسبت
تمام بود و مسمی شمشیر ابدل اسلام

اے دل سنہل اضطراب آیا	عشق عالی جناب آیا
-----------------------	-------------------

عشق آتا ہے سر بکف تو ہو جا
 عشق آتا ہے جان نثار کر دے
 عشق آتا ہے جا کہین کل جا
 عشق آیا عدم میں جان چھپا لے
 عشق آتا ہے بچ اید پر موت کبھ
 عشق آتا ہے عز و جاہ کھو دے
 عشق آیا ہوا پہ تنگ اورادے
 عشق آتا ہے پانی ہو کے یہی
 عشق آیا بنا ہوا بگڑ جا
 رسوائی کا جیس جا بدل جا
 آفت کی گلی میں گھر بنا لے
 گر ہے مجھے عاشقی میں جلیب
 سرگروانی ہے راحت عشق
 عشق آیا زمین میں سما جا
 عشق آیا زیر پا کر میان
 عشق آتا ہے آتش ہو جا
 عشق آیا متاع جان لٹا دے
 عشق آتا ہے آکی شان آئی
 شاہنشاہی ہے سیاہ آیا
 غارت گر کفر و دین آیا
 سلطان جہان نواز آیا
 لے آئی بلائے آسمانی
 لے چھکے غضب میں جنت آئی
 لے نار میں بوز چپ کے آما
 لے زلیست بسکل موت آئی

عشق آتا ہے بان تلف تو ہو جا
 سر کاٹ کے تن سے آگے دھرو
 عشق آتا ہے دو گھڑی کو ٹل جا
 اوٹھ بستی سے اپنی بات اوٹھا لے
 لے بھاگ تو پاؤں سر کو مست کھ
 ناموس کو چاہ میں ڈبو دے
 اور عار کو آگ میں جلادے
 یا خاک میں خاک ہو کے رہی
 جا جیتے ہی جی زمین میں گر جا
 بدنامی کے دیس کو نکل جا
 ذلت کو اوٹھا سپر بنا لے
 کھانا دشنام غصہ پینا
 عریانی تن ہے خلعت عشق
 عشق آتا ہے لیکے زہر کھا جا
 عشق آیا بسر کلوح طفلان
 مرجا پس جا غبار ہو جا
 قابو ہو اگر جہان لٹا دے
 عشق آیا کہ جان میں جان آئی
 سامان فغان و آہ آیا
 آیا حق الیقین آیا
 لے شجنہ بے نیاز آیا
 لے آئی بلائے ناگہانی
 دوزخ میں لپٹ کے جنت آئی
 کلفت میں سرور چھکے آیا
 لے موت نے اب حیات پائی

گلبن کو یہ خار خار کر دے
جان تن سے تنہا لے تن کو جان سے
زہرہ کو زمین سے یہ اورادے
و کھلاتا ہے خالیوں کو افلاک
لاتا ہے زمین پہ عرشیوں کو
انسان کے جو سر میں ہے یہ چکر
اُن شاہِ خلقت تصبیہ تھی
احسب نے سب گھنڈ توڑا
زندہ نہ یہ کلبہا کے لغزہ
بارون کی سمجھتا کب وہ گھٹین
سک فراق و شرک کی نہیں بات
احسب ہے خاص معدنِ عشق
ہوں حق کی جہان صفات میں جو
جب ذات و صفات ہوئیں اک
ہاں دیکھ لگا کے غور سے دل
پھر مصحف حق میں اور کر غور
یوسف کا وہ قصہ ہے عجیب
ہے عشق دلیل کل شئی
یہ قصہ عبرتی ہے اے یار
القصہ نہ سمجھو ضبط ہے عشق
یہ عشق خلیفہ خدا ہے
گو ظلم اور جھل کا حمد ہے
بے ڈمبک ہے دل میں اسکا جہا
جس جز کو جبر و دیکو مائل
طالب تکی طلب ہے یہ مطلوب

ان فز

گلخن کو یہ نو بہار کر دے
تار سے یہ مٹا دے آسمان سے
ہاروت کو یہ کنواں جھکا دے
چھنوتا ہے یہ فرشتوں کی خاک
آوارہ کری ہے فرشیوں کو
بن عام ولی بنی برابر
فرمود کہ جب ہے الی
شاہ اشش خدا کو بھی چھوڑا
گھر گیا سسکے خشک مغزہ
کہنے لگا لغزہ کی بین باتیں
احسب صفت ہے خاص ذات
اور ذات خدا ہے معدنِ عشق
یہ جائلو و ان ہے ذات موجود
کس طرح خدا سے عشق ہو دور
و تدران میں یہ مجہم بن نازل
قد شغف جا کے میں کیا طور
شان او سکی حسن القصص ہے
ہے یہ تفصیل کل شئی
فاہمت بر و صاحبان ایضا
بندے میں خدا میں بطع عشق
ملن یفسد یفسک الدما ہے
پر سخن نسج کی ضد ہے
بلو تا ہے رشتہ ظلمت
بامین شش ہے اسکی حائل
رغبت سے ہے راغبو نکی مرغوب

یعنی سوزنا

مٹانے اور غلبہ سے

عکس کا جادو

من و انظر القف و انظر

و جلت و مہجی لہجہ

عکس کا قال شوق سے

عکس کا قال شوق سے

فی قلم القفس احسب

ان کسرت خلقت کوئی

ان کسرت خلقت کوئی

ما کسرت خلقت کوئی

ما کسرت خلقت کوئی

سنگ الدما

اے تکان خلوت چو

عکس کا قول

عکس کا قول

عکس کا قول

عکس کا قول

عکس کا قول

عکس کا قول

عاشق سے ملا تو ڈینگ ہے اور
 یان ایک کو جھنڈے پر چڑھایا
 رخ کو وان بیٹھ کر ستوارا
 کیا بیٹھا سدھار کون کیا میل
 سمجھو اسے فی المثل ہے بے لاگ
 کونین کا عمت بار ہے عشق
 دارین کا انتخاب ہے یہہ
 جاری ہے یہی یہی ہے ساکن
 بے نام و نشان و بے سبب ہی
 ہے شکر یہاں تو وان ہے جہاں
 وحدت ہے یہی یہی ہے کثرت
 رنگ رخ عمتیار ہے عشق
 لاکھوں پردوں میں ہی نہاں عشق
 سرایہ پر ثبات ہے عشق
 اشیا کا تعینات ہے عشق
 ہے وجد یہی یہی تو ہے ذوق
 اذنا ہے یہی یہی ہے اعلا
 ارواح کا سب قیام ہے عشق
 ہے نطق یہی یہی تموشی
 غارتگر عقل و ہوش ہے عشق
 یہ وہ نہیں وہ نہ یہ نہیں کچھ
 ہے مغز یہی یہی تو ہے پوست
 ہے اسکا تیان زمان سے باہر
 عاشق کو یہی ہے بس کفایت
 کنت کمتر ہے اسکا موطن

معتوق کے پاس رنگ ہے اور
 وان ضبط ہے اک کا دل حبلا یا
 یان آؤ کی ساتھ تھا سدھارا
 اک ذات بنا رہی ہے سب کھیل
 پانی میں ہے پانی آگ میں آگ
 بان قدرت کر دگار ہے عشق
 واللہ کہ لا جواب ہے یہہ
 واجب ہے یہی یہی ہے مغل
 ہے فضل او دہرا دبر او بے
 مرحوم ہے یان تو وان ہے جان
 منعم ہے یہ خود بشکل نعمت
 بوئے گل خستیار ہے عشق
 لاکھوں پردوں سے ہی عیان عشق
 سرایہ کائنات ہے عشق
 اتہا کی تجلیات ہے عشق
 مان و لولہ ہے یہی یہی شوق
 بندہ ہے یہی یہی ہے مولیٰ
 جسام کا انصرام ہے عشق
 ہے پیش نظر چشم پوشی
 مان ذات کا اپنی جوش ہے عشق
 سب کچھ ہے نہیں نہیں کچھ
 مان عشق کی شان ہے ہمراہ دست
 یان اپنی زبان بیان سے باہر
 یہ جہ ہے یہی یہی ہے ملت
 تخلقت الخلق میں ہے مسکن

سلیب
 صفات و آلات
 سلیب الحبیب

عاشق
 لاکھوں پردوں میں
 سرایہ پر ثبات
 اشیا کا تعینات
 ہے وجد یہی یہی
 اذنا ہے یہی یہی
 ارواح کا سب قیام
 ہے نطق یہی یہی
 غارتگر عقل و ہوش
 یہ وہ نہیں وہ نہ
 ہے مغز یہی یہی
 ہے اسکا تیان زمان
 عاشق کو یہی ہے
 کنت کمتر ہے اسکا

سلام بخش
 مکتبہ

ق سے پوچھے کہ کیا ہے
 اور ہی اسکا ماجرا ہے
 روح کی روح جان کی جان
 ہے کبھی کبھی مقصد
 نامشوقی یعنی عشق عاشق
 ہے موت یہی حیات ہے یہ
 ہیں موت قبل موت حیات بعد حیات
 ہی ہے اسی سے حال ہے یہ
 خلیل مان یہی ہے
 قاضی بے دلیل ہے عشق
 ممبر و رسول ہے عشق
 رہا ہے دو کو ایک دم میں
 یہ نہیں جدا نہیں ہے
 اک عاشق تو ایک محبوب
 مل تو اسکو کیا ہی سمجھے
 باز سے جوشش لن ترانی
 سے اسے کہہ اک ہسانہ
 نق بناے اور بگاڑے
 نے نہ دے گریبا کھانے
 کر کے غریب کو نکھادے
 د زخم گاہے ہو کے بے غم
 دقتہ بگاڑے خود کرے شور
 د چور کو پہلے گھر تباہ دے
 ار ہی کو اسکی کون پائے
 من کو سمیٹ کر کرے قتل
 مون سے تن غریب بھر دے
 ارین گاہے آنکھیں کھلاے

بائیں الجوف والرحا ہے
 یان خوف ورجا کا کام کیا ہے
 ہے دین یہی ہے ایمان
 سے رفتہ کبھی کبھی سے آید
 یہ ہے مشرقی تو مشرقی ہے مشرق سے عاشق
 افس ہے یہی سچا ہے یہ
 مستقبل کا مال ہے یہ
 اور ناز خلیل مان یہی ہے
 قرآن ہے جبرئیل ہے عشق
 اور ذات کا اک نزول ہے عشق
 اک کرتا ہے سو کو اک دم میں
 دو نو سے مگر جدا نہیں ہے
 ہے سچمن ربا عشق کیا خوب
 جو کچھ کہتے ہیں خدا ہی سمجھے
 گاہے بننا ز من رانی
 پھر دیکھئے اسکا کارخانہ
 آباد کرے یہی او جاڑے
 انگشت بلب ہو اور کارے
 آپ آگ لگاے خود قچھاے
 پھر زخم پہ آپ رکھے مہرسم
 ہے آپ ہی سادہ آپ ہی چور
 پھر سونے ہو نو کو خود جگا دے
 سر کو سہلاے منفر کھائے
 اور منہ کو لپیٹ کر کرے قتل
 نکلے لو ہو تو ذبح کر دے
 زخمی کو ترپنے بھی نہ دے ہاے

سکے معنی عشق
 ایمان است والایمان میں عشق
 والرحا اور
 ظہور حبیب یعنی نزول و صحت است
 و در مقام و صحت خوف و رجاء
 سلب است و مگر درین مقام جویم
 در شان او است ان اولیا را شد
 لا خوف علیہم ولا هم یخافون
 معنی یعنی روح از روح و کائنات کجور
 مقام و صحت است
 مقام ذاتی و صفت ذاتی است
 کجور
 قولانی ہے کجور و کجور
 یا ایہا الذین آمنوا صبروا
 او صابر و در ابطوا الصلوات
 تقویٰ ۱۲
 انہ بنی نازی ان ترانی مکی
 کہ ٹپکے گفت و گاہے کجور
 دعت عامہ من رانی نقد
 رای الحق می فرماید کہ صحت
 خود مصطفیٰ علیہ السلام فرمود

یہ اسکی ہے عین مہربانی
 ہے یار یہ یار مارے یہ
 اک شخص کو خود کرے فصاحت
 کہتا ہے خموش اور رولائے
 دل چین لے آب اور کجاہے
 دیوانی زلیخا کو بنا دے
 ہے مکر میں خیر و شر کی تکرار
 ہے خانہ بدوش خود بہر دور
 یہ کہنے تو بکے ہووے وہ غیب
 میں بتا ہے گرا سے کہیں تو
 ہے ساری ضمیر و نکایہ مرجع
 ہے فرشتہ زمین وہ بر سر عرش
 اک جاہو تو کوئی جا کے روئے
 ہر جائی ہے ملتا وہ کہاں ہے
 گرم ہیں تو وہ نہیں بلا ہے
 ملتا نہیں وہ کسی نگر میں
 ہر ایک کا لب و لسان گزر ہے
 لیکن وان او کو ڈر نہیں ہے
 ہوتا ہے اوسیکا وان گذرا
 جسے کیا خانمان کو برباد
 جسے کہ سب اپنا گھر لٹایا
 بیگانہ و خویش سے گذر جاے
 جو رحمت و قہر ایک سمجھے
 تسلیم میں جسے سرد یا ہو
 جو چٹکے بک ناز زخم کھائے

مرنے کو بھی دے نہ قطرہ یا لانی
 اغیار کا بھی تو یار ہے یہ
 پھر آپ کرے اسے نصیحت
 نیچے نیچے ہی چٹکیاں لے
 ظاہر میں کچھ اک بہانہ کجاہے
 خود بیگنے عشق کو کھادے
 سہسہ ساری جہان کا ایک ہمار
 بیچ ہے یہ کہ بے گھر کیے سب گھر
 وہ کہنے تو یہ بنے بلاریب
 تو کہنے تو یہ نہ وہ نہ میں تو
 ہر ایک وقوع کا ہے موقع
 ہے عرش بریں بر لب عرش
 یا جائے دمان جہان نہ ہوئے
 ہم مان میں اگر تو آپ وان ہے
 اور وہ ہے تو ہم نہیں یہ کیا ہے
 ہے اوسکا پتا خدا کے گھر میں
 وان پانوں سے پہلے سر کڑ ہے
 جسکو کچھ پانوں سر نہیں ہے
 جسے اپنے کو آب مارا
 جو دونوں جہان سے ہوئے آزاد
 سر بھی ہاتھ کچھ نہ آیا
 اور مرنے سے اپنے پہلے مر جاے
 ترماق اور زہر ایک سمجھے
 دل آگے رضا کے دہر دیا ہو
 دامن میں اوسیکے منہ چھپائے

عسریانی ہے وانکا جامہ تن
 جسم زخمی قباے کخواب
 بجا تا ہے وان عامہ سر
 تکیہ نہیں بستر نہیں ہے
 کا ٹوٹو نہیں وان ششک نہیں
 وان خوان میں کب ہے لقمہ تر
 وہ خوان تو خون سے بھر ہے
 وہ زہر نہیں فقط کشندہ
 وان خون جگر ہے لقمہ تر
 بریانی و نان ہے سینہ بریان
 وان آبی و شیر مال کب ہیں
 چہ نقل کا و بیان بھی اگر وان
 یہ بھی نہیں سہوینے کھایا
 تن ہو تو لباس کی ہو خوش
 خواہش ہو اگر طعام ہوئے
 بیان ہو تو ہے زیست کی ضرورت
 ہو چہم بھی ریا تو لوریا ہو
 ہلوی سنہلو یہ بکتے کیا ہو
 سہہ ہیرت و محو کو نہ وان لس
 وان گرم نہیں سیکا بازار
 تسیر ہزار بے نیازی
 وہ کون ہے یعنی حضرت عشق
 صورت ہیں وہ لب کچھ میں ہے
 سہر باد ہے و انہ جوٹ کھاتا
 گزشتے کے پیچھے قفس چائے

اور اس سے جو گزرے خاک کلن
 چادر ہے ز موج چشم پر آب
 گرد آب سر شک دیدہ تر
 قالین کیا بوریا نہیں ہے
 فرشی نیلے میں سرو آہن
 شامی و شکم برو عفر
 اک زہر کا پیالہ وان دیر ہے
 کر دیتا ہے قل کر کے زندہ
 رنگ رخ زرد سے مر عفر
 اور شور بہ اشک چشم گریان
 دل آتشین او خشک لب ہیں
 سو نہہ پر گتے میں سنگ طفلان
 اس بات کو جو زبان پہ لا یا
 دل ہو تو واس کی ہو خوش
 ٹھہرے جو کوئی مقام ہوئے
 ہونفس تو ہے یہ سب کدورت
 راحت ہو اگر تو بستر ہو
 تم خود ہو تو سارا خبر ہو
 ہو جاتے ہیں سحر و محق سحر
 یوسف کے بھی وان نہیں مار
 دکھلائے وہ عارض مجازی
 اور کیا ہے مجاز صورت عشق
 یوسف کے ہیں کھوئے دم ملتے
 بے قفس کو باتو نہیں اڑاتا
 سو کو سس اک بات میں بکائے

<p>سودا ہے ومانخا خود فروشی وان تن کا تو نام بھی نہ لیجے وان جان ہے کوڑیوں کو ازان پھر دل کی تو کھٹے صل کیا ہے وان جیسے بنے رجان دیدے وان نفع و ضرر کی کیا ہے پروا ہے راست بیان نہیں ہے لاشے یہ عشق ہے اک خدا کی حکمت اللہ رے عشق شوخ و بیباک مجھ کو تو ہے اس قدر ڈرایا رکھ علوی ذرا خیال اپنا</p>	<p>قیمت لینے میں چشم پوشی یا ہر ہی جو اس چھینک دیجے اور سر کو تو مفت بھی نہ لین ان اور عقل کو کون پوچھتا ہے الزام بھی گرٹے تو لے لے خود رانی ہے سارا کام و استقام میں عشق کے کچھ عجب تماشا ہے ہے عشق خدا کا دست قدرت سب کچھ کرے اور پاک کا پاک دل کا شب اوٹھا جو نام آتا کیا بکتا ہے منہ سنبھال اپنا</p>
--	--

جبہ سالی عاشق برد پر میکہ ہستند عای ساغرے بخودی
از جناب پر میکہ بصدا الحاح وزاری و کرب بقراری و حال
ابتلائی در عشق بوجہ بیابی ازان کہ چارہ اش جن نہ بخودی مکن تبا

<p>علوی لے تجھے بھی اب ستیا جز بخودی اب شفا نہیں ہے وکیہ اب یہ مرض کر گیا برسم سو کر کے طواف میکہ سے کرے سر بانو نہ رکھ بجز وزاری یعرض کہ مال تن دل و جان</p>	<p>تیرے دل نے بھی زخم کھایا اس درد کی اب دوا نہیں ہے جلا اور در میکہ سے یہ لے دم تو پر مغان کو سجدہ کر دے کر عرض بشوق و اضطراب تیرا بن ہے تجھ پر دین ایمان</p>
---	--

موج اول تیرل اول

<p>دل کھو کے سا قیلا دے عالم کو نگاہ میں پلٹ دے</p>	<p>نہلا دے شراب میں باندے سپر پر دے سارا خم اولٹ دے</p>
---	---

لہ فی مقام
الوہیت راسط کردہ
منہج فضیلت حدت
باید بود و مراد از
قصد اسما الہی
است ۱۲

لونین میں غلغلہ اٹھا دے
مجھکو وہ پلا شراب ساتی
وہ مے کہ جلا کے خاک کر دے
جل بھٹکے کیا بے رجاون
تن کو مرے ذرہ ذرہ کر دے
مے سے یہ بنادے حال میرا
کچھ حد سے بڑھا مرالال اب
مڑتا ہوں میں قوت روح وید کے
لا شعلہ آتشین جھکا دے
بے طرح خمار نے ستایا
دل دن کا پیراغ ہو گیا ہے
تلخے خمار سے ہون بد حال
کیا پتا ہے جام پیار دیکر
وہ دے کہ حساب میں نہ آئے
وہ دے کہ مے جھکو دمدم روح
جب تک نہ میں خوب سیر ہو گیا
سغنر کا سینا گر گر گیا
کیا جام کا انتظا ر دیکھوں

سیلاب شراب میں بہا دے
جو مجھکو نہ مجھیں چھوڑے باقی
وہ مجھکو جو مجھ سے پاک کر دے
میں سار شراب بنکے رجاون
رگ رگ میں مری شراب بھگدے
میں نہ ہو بال بال میرا
کر آب حرام سے حلال اب
لا جام مے صبح دیدے
انکار کروں تو منہ جلا دے
لے ایتلو بونہ دم سے آیا
تن رات کشا زراغ ہو گیا ہے
اس مٹی جی چھری سے بوج کر ڈال
چھوٹ گیا نہ بے شمار دیکر
کاتھ کی کتاب میں نہ آئے
لو کھان البحر جسکی اک موج
مر جا و نکا ختم یہ جان دو نکا
تو دیکھ میرا لہو بہنگا
فرماؤ تو ختم سے منہ لگاؤ

موج دوم ترنل دوم

ساتی مرے لب پہ جم جھکا دے
دے نام شراب جسکا ہوئے
منہ سے کوئی قطرہ گر نکلا
سر سے مرے موج نے گزر جائے
اک نشہ اوتارا نک چڑھا دے
وہ بادہ بے خودی کا دے جام

اللہ کے واسطے پلا دے
یہ حیرخ جباب جسکا ہوئے
وہ ختم فلک سے بھی ابل جائے
یہ نشہ خودی کا سب تر جائے
اس کھر کا جزر و مد کھا دے
جو نام ہوشیار اور مر کا نام

یعنی بھگت
روح جادوی بنائے بھگت
نفسانی اسرار
یعنی بھگت صفاتی
یعنی اگر کمال ہو گیا
یعنی کمال الجوا
کلمات ربی نقلا
قبل ان تفکرات
بان و فیض شکر و ادا
یعنی ترنل دوم
کر اسیت است و کلام
صفت نام دوست ادا
فیض گریہ
یعنی بھگت و بھگت
گورو گورو سیکھو بھگت
آج

سیر شارحی اللہ کر دے
 جو صاف ہو آب و گل سے دیدے
 افلاک کے جو دیوین اور ادا
 ساقی مجھے آبِ فہر دیدے
 زہر آب کے شیشے کو چکا
 کا قور کی شمع سے جلا دے
 وہ آب کہ پاک آب سے ہو
 بلور کا جام بھر کے دیدے
 مجھ کو وہ ملا شرابِ مخموم
 تسنیم سے قطرہ جس کے اندر
 کچھ اور نہیں ہے میرا مطلب
 مٹی آنفھک سے جام بھر دے
 ساقی مے ختمِ نخل دے
 التوتہ ادا ہوا سے لادے
 وہ نشہ چڑھا دے اے مریمان
 جس نشہ کے جوش سے ہو پیدا
 ملا سخرا ینا میں بھر کے
 آبِ در تاج بھر کے دیدے
 گوہر میں بھری ہوئی ملا دے
 بھر دے مجھے از مے ختم ہو
 لادے خم وادی طوٹے سے
 لا آب شجر ملا دے بشہ
 لا جام میں عمر خضر بھر دے
 قاتل ہو خودی کی کشمکش میں
 عیسے کے لبونہ جس سے دم لے

حقیقت انسان کا کفہ جی راز اسانی ۱۲

وہ مے کہ جہان کو مست کر دے
 اک دو میلے تو دل سے دیدے
 وہ مے کہ جو طور کو چلا دے
 جو کچھ ہو بلا سے زہر دیدے
 تیرا آب کے شیشے کو چکا
 آگ اس آب سے لگا دے
 حشر شہد آفتاب سے ہو
 لا نور کا جام بھر کے دیدے
 جو تیرے ہی علم میں ہو معلوم
 جس بادہ کا ایک جام کو شر
 دیدے مجھے جامِ سخن آفرین
 وہو مے سے جام بھر دے
 ساقی لا مجھ کو میرا دل دے
 رحمن کے استوائے سے لادے
 فکشفنا عنک حبکی بے شان
 عَلَمْنَا مِنْ لَدُنَّا عَلَمًا
 دے جامِ جہانِ نامین بھر کے
 مصباح زجاج بھر کے دیدے
 کوکب میں دہری ہوئی ملا دے
 در سخرا ینا تو لادے
 لادے مہی نہ خدا سے
 از خبرہ اَلْبَنِي اَنَا اللّٰه
 لے آب بقا سے زندہ کر دے
 اس خانہ بیخ و جاروشش میں
 بو سو نیک کے حبکی خضر جابے

جس نے سے عزیز میں ہے جان آئی
وہ دے کے کہ جو دے بے برق لامع
جو کھول دے سب صفات آیت
ایمان سے ہونے جھکا حائل
وہ دے دے جو ہے عرش کا ستار
وہ جس سے جھک گئے ہیں ذرات
جس بادے کا نشہ عروجی
لا جام زہل میں بھر کے لا دے
بھر دے جھجے جام مشتری میں
مرج کا جام بھر کے دیدے
دے ساغر آفتاب بھر کے
ناہید کے پاسے میں پلا دے
سایل کے سوال کو نہ کر دے
دیدے مجھے کا سہ قمرین
کافور مزاج سے پلا دے

اُڑتے جس سے ہو سفایا
از اسم برنج تا بجاسامع
اک شمع میں تار فیج درجات
ہا مرتبہ ظہور کا مل
روح عظم کی دل کا پارہ
وسیع کے وسیلہ السموات
بے قطع منہ نزل پر روجی
مخوس کے منہ کو بھی جلا دے
دے ساغر دیدہ پرین
قاتل کی چھریا پید و ہر کے دیتے
دے کا سہ آب و تاب بھر کے
وہ بادہ کہ زہرہ کو نجا دے
بھر دے نئے ساغر عطار دے
دے جام ستارہ محمدین
دل مول کے آج سے پلا دے

موج سوم نثر سوم

آنکھیں تو لا وہم سے جانی
کر دوسروں سے قرار جنت
دل سرد ہے یہاں تو لا ابھی لا
میں حور کے ہاتھ سے نہ لو گنگا
گو حور میں روح ہے سماتی
گر شرم ہے منہ بھر کے دینے
کب کہتا ہوں ہاتھ ایدہ ہر ٹھکانے
آخر تری خو تو ہے گرم کی
محکاج کو حق کے نام دیدے

اوروں سے ہے یہ کن ترانی
کرا ورن سے وعدہ قیامت
میں کا س مزاج زنجیل
تو روح سے تو پلا پیو گنگا
یعنی مقام روح الروح
پریشان بہین اولیٰ بات بھاتی
آنکھیں سے جھکا کے دیدے
ٹھوکر کے اشارے سے تباہ
خیرات دے اپنے دم قدم کی
خیرات سمجھ کے جام دیدے

لے فاما ز شاد عام
نوشہ ۱۱ طے کرین
بجاکہ زانشن بارود
شیر ۱۲
فی اسرار آقا کریم
۱۳ ان اللہ رب العالمین
۱۴ من کا س کن مزاج بھاتا
۱۵ ایچون فیکاتا
۱۶ من مزاج زنجیل

لا میرے ہی منہ میں جگ بھروسے
 یاروں کا لشکر ہوا و وبالا
 صدقے ہی میں آئینہ دکھائے
 آنکھیں ہی مجھے دکھائے دیے
 اس یا بی کو جھوٹا کر کے دیدے
 سر سے سو بار وار کر دے
 جوتی ہی پہ مجھ کو دہر کے دیدے
 لاچھ کو پلا دے یا نون دہر کر
 دو پیا لون کو چار کر کے دیدے
 دے ازید نہ سقاہم
 و شران میں نص و شر بوہر
 شد دے واسطے خدا کے
 یہ کیا ہے کہ محتسب دیکھے
 خورشید کی مان نظر نہ لگجائے
 لا چادر ابرو مانپ کر دے
 بجلی نہ لپک کے سر جھکائے
 منہ تلے بین تیرا سب شارے
 لاچھسے بھی نے مجھے جھپکے
 قفل نہ صراحی کی سننے کان
 لذت نہ زبان پہ میری آئے
 اور شامہ بھی کہیں بولے
 اوپر اوپر مڑے اور ادا دے

جو حصہ خاک ہو اید بہر دے
 دے گالیاں لاکھ اک پیا لا
 منہ جاقم میں ویکھر بلا دے
 کہتا نہیں مسکرائے دیدے
 لا جام کو لب پہ دہر کے دیدے
 یا نون ہی پہ لا اوتار کر دے
 لا جام میں کلی کر کے دیدے
 دے جام مجھے لگا کے ٹھوکر
 آنکھوں نہ تیار کر کے دیدے
 یہ وہ کوئی دیکھے اور نہ ہم تم
 لاف صرف ادا سے امر ہوئے
 دے آنکھ نہ فرشتوں کی بجائے
 دشمن تو کہ ہر محب نہ دیکھے
 مان چشم قمر نہ دیکھنے پائے
 آہٹ گردون کی بھانپ کر دے
 ایسا بنور عدس مجا دے
 دیکھ آنکھ بجائے کراشارے
 مان میری بھی آنکھ دے بجائے
 بنجا مجھے دیکھے ایسا بختان
 مان خلق تلے اوتر نہ جائے
 ساغر کہیں لامس نہ چھو لے
 لا راہ نقحت سے پلا دے

۱۰ سقاہم بہر
 ۱۱ شرا ابھورا
 ۱۲ کو وکثر
 ۱۳ ولا نص فریادی
 ۱۴ لا تعلو عن ذکر اللہ
 ۱۵ سقاہم فاذا سیرت
 ۱۶ و نقحت فہم منی

موج چارم ترل چارم

در شاغر مرآت مثالی
 لا میری نجات پھر کے دیدے

ساقی دے تم خیتالی
 دے اب حیات بھر کے دیدے

پیالے میں مے پہلور بھر دے
 اصیبت کا عکس بھر کے لا دے
 اصحاب ہڈائے جو بیا ہے
 ہے سورہ دہر شان جسکی
 لا دے در و شراب سادہ
 ساقی مے بزم صابر و دے
 ساقی مرے دل کو اب نہیں
 دے کے برزخ عین کا نتیجہ
 دیدے وہ علی کا جام تسلیم
 وہ جو پیا خواجہ حسن نے
 عبد الواحد نے جو پیا ہے
 وہ شاہ بلخ کو جو ملا دی و
 جو تارکے حضرت خذیفہ
 جمشاد کا دے بیچے پیالہ
 دے کا کس نے ابی احمد
 بی یوسف رکھتے تھے جو موجود
 وہ حاجی شریف کی جو تھی خان
 دیدے مجھے ساغر ہشتی
 دے ساغر نخت یار کا سکی
 وہ دے جو فرید نے پیا ہے
 جونی کے خیر اے دہلوی نے
 جوشیگ محال کی عنداختی
 وہ عالم الحق تھے جس سے مسعود
 وہ شکیں جمال نے جولی کے
 وہ پیٹے تھے جو حسن محمد

لا دیدہ دل میں نور بھر دے
 لا ساغر احمدی پلا دے
 احباب خدا نے جو بیا ہے
 قتران ہے سارا جان جسکی
 فاتحہ لکھنی کے حشم کا بادہ
 تلخ آب سب جوئے را بطور دے
 لاشیشہ طاق قباب تو سین
 مرج العجریں کا نتیجہ
 از بادہ سلسبیل و تنم
 اوس عاشق خاص و المین تے
 وہ جسکو فضیل نے لیا ہے
 جس نشہ میں سلطنت لٹا دی
 دیدے وہ نے ابی میرہ
 دے بی اسحاق کا نوالہ
 دے جام کف ابی محمد
 وہ لی گئے جسکو خواجہ موصی
 وہ لی گئے جسکو خواجہ عثمان
 از خیم مے معین حشمتی
 جس نشہ میں اوستے تھان یی
 جوشیگ نظام کو دیا ہے
 آئینے بنا دے بین دوسنے
 جوشیگ سراج کی دعا تھی
 وہ پیٹے تھے جسکو جوشیگ محمود
 کیا کیا نہ دہن سے لال و گلے
 مسرور تھے جس سے شعیب احمد

جو قطبِ بریں کو بلائی
 اور نگاہِ مادی بس کو سیکر
 وہ جامِ جو خوشی کے ساتھ
 وہ نورِ محمدی کی شمع سے ملا
 وہ پی کے جسے شہرِ سلمان
 حافظ ہے وہ جامِ جو بیاہنے
 خود سے پہلی پڑے ہے
 وہ چمکے پلا کہ پیرِ شکم ہو
 ساتی ہے فضلِ عام تیرا
 جو جامِ جنبہ کو پلا یا -
 وہ بادہ کہ جسمین ہو کے سرشار
 بسطامی نے منہ نہ جس سے مولا
 تبریزی کے لب کا جام دے
 دے بادہ مذاقِ مغربی کا
 وہ نشہ کہ عشق کا تھا سرنام
 شیرازی کو جامِ جو پلا یا
 وہ جامِ جو سعدی نے پیا ہے
 وہ جس کو لے ہے میرا آفتا
 میخانے سے تیرے رو کہاں ہے
 مھمان ہوں ترانہ مجھ سے کہ حیف
 گو میرا و دبیر کا منہ نہیں ہے
 ساتی ترا مکدہ ہے معمور
 عالم نے اگر بیا تو کیا ہے
 بروم تراد و رخیل رہا ہے
 لبریز وہ چشم بھرا ہوا ہے

وہ شیخ کلم نے جو ملائی
 اک خلق کا تیرا کیا ہے رہبر
 جو دستِ بدست چل رہا ہے
 جو نورِ محمدی سے پہچلا
 عالم بین عیان ہے اور نہبان
 منزلتِ فخر و نوش جان کیا ہے
 اک خلقِ خوشنما آؤں سے پہچلا
 اک قطرہ ہر اسے حق نہ کم ہو
 پھر آگے رہا نصیب میرا
 عطار کے بھی وہ ملا تھا آیا
 شیخِ حیدر خان نے پہنا زار
 منصور نے جس کا شیشہ توڑا
 حیدر خان نے طلب کا جام دیا ہے
 وہ نشہ اطمینان کی گنجوی کا
 وہ یگیا جو احمد حساب
 حافظ کو ملا متی بنایا
 خبر و گئے حوالے جو ہوا ہے
 وہ خلد کا کاٹھنہ دلا قا
 لا تنہر جھلے سایا لان سے
 ہے قولِ نبی کہ اکرموا الضیف
 آخر یہ بشر کا منہ نہیں ہے
 اکثر ہے کرم عطا ہے موفور
 تیرا اس غم جھلک رہا ہے
 ہے کا دریا و بلی رہا ہے
 عالم نے پیا تو کیا ہوا ہے

ساقی ترا فضل کیا ہے تھوڑا
اک خلق کو مفت ابھی پلائے
گر فضل و کرم ہو تیرا شامل
پھر میں تو لگا ہوں دم قدم کر

جسکو پکڑا پلا کے چھوڑا
کہہ بات نہیں جو دلمیں گئے
اتنیس لے ہے من یشا میں داخل
یا کوسس ہوں کیونکر کرم سے

موج بہتر از بنجم

ساقی دل میں سرور بکھو دے
لا مجھ کو پلا دے پیٹ بھر کے
دے حد بشر سے جو گدہ جانے
ہو جاؤں خودی سے اپنی باہر
گر ساختگی سے بھی محل جاؤں
سب تن مرا بادہ ہو سکے بھجائے
یون نشہ میں میرے ہوش اوتا
وہ لے اگر وہ لب تلک آئے
وہ پیتے ہی جسکے دم نکل جائے
نظر وں میں یہ ہونے کا ساما
کچھ بھی نہ رہے نظر میں باقی

لاتن میں بھی میرے نو بھر دے
یہ وہ نہیں بے پے جو سر کے
ہاں دم چریا سے دل اوترا
جہہ جھکونہ سوچے پانوں اور
انے بھی تو ماتھ سے نکل جاؤں
تو مجھ کو سنبھالتا ہی بھجائے
سنبھالوں نہ فرشتوں کے سنبھالے
میں تجھ گھروں تو مجھ یہ گرجا کے
وہ مے کر تو خود پلا کے پختاے
میں نہ ہوں اس کا میدان
لے جام نہ مے نہ میں نہ ساقی

تہدید و تنبیہ بنفس خود کہ طلب
نہ روی شست برداشت کشمش امواج
نہ چین می بی کدر نہ ظرف

لے دل یہ تری طلب ہے کون
اس نے کا تو نام لے ترا منہ
کس منہ سے یہ باتیں کر رہا ہے
کیا منہ ترا پھر نہ بول دیکھوں
بیہودہ نہ باب جو پھر نہ بول

یہ مونہہ تر کیا سبک ہے کون
دیکھوں تو دکھا مجھے ذرا منہ
کس بود یہ تو کھیر رہا ہے
ہاں پھر کبھی لب تو کھول دیکھوں
منہ حیر کے جیب کاٹ لو کھچا

ساقی ترا فضل کیا ہے تھوڑا
اک خلق کو مفت ابھی پلائے
گر فضل و کرم ہو تیرا شامل
پھر میں تو لگا ہوں دم قدم کر
جسکو پکڑا پلا کے چھوڑا
کہہ بات نہیں جو دلمیں گئے
اتنیس لے ہے من یشا میں داخل
یا کوسس ہوں کیونکر کرم سے
موج بہتر از بنجم
ساقی دل میں سرور بکھو دے
لا مجھ کو پلا دے پیٹ بھر کے
دے حد بشر سے جو گدہ جانے
ہو جاؤں خودی سے اپنی باہر
گر ساختگی سے بھی محل جاؤں
سب تن مرا بادہ ہو سکے بھجائے
یون نشہ میں میرے ہوش اوتا
وہ لے اگر وہ لب تلک آئے
وہ پیتے ہی جسکے دم نکل جائے
نظر وں میں یہ ہونے کا ساما
کچھ بھی نہ رہے نظر میں باقی
تہدید و تنبیہ بنفس خود کہ طلب
نہ روی شست برداشت کشمش امواج
نہ چین می بی کدر نہ ظرف
لے دل یہ تری طلب ہے کون
اس نے کا تو نام لے ترا منہ
کس منہ سے یہ باتیں کر رہا ہے
کیا منہ ترا پھر نہ بول دیکھوں
بیہودہ نہ باب جو پھر نہ بول
یہ مونہہ تر کیا سبک ہے کون
دیکھوں تو دکھا مجھے ذرا منہ
کس بود یہ تو کھیر رہا ہے
ہاں پھر کبھی لب تو کھول دیکھوں
منہ حیر کے جیب کاٹ لو کھچا

جو بھگو ملا وہ کیا ہے کچھ کم
 اک قطرہ بھی کیا وہ کچھ ہے تھوڑا
 اک بوند ہی مین تو چل گیا ہے
 کیون تیرا یہ ظرف اور بادہ
 کچھ کم نہیں اسکا فضل و حسان
 وہ آتشیں آب کسکا منہ ہے
 لوہے کو وہ موم سا گلا دے
 افلاک کی دہجیاں اوڑائے
 بجلی کی طرح سے آگ برسے
 اک خلی مین عرض طول ڈراے
 جو سینے مین رکھا یہ امانت
 لوہے کے چنے چبار ہے مین
 اس بادہ کا نشہ ستا ناس
 نامزدون کو دور سے ڈرائے
 یجائے گرتو شیر ہے یہہ
 ہے وسعت رحمتی یہہ بادہ
 سجاؤ تو ما کا دودھ ہو جائے
 وہ چشمہ سلسبیل ہے یہ
 ہر دلمین ہے کام اسکا جاری
 منہ دیکھ کہیں زبان نہ چل جائے

ہاں فضل سے رکھ امید ہر دم
 جو پیرے تیرے تہب کو بخشا
 جس مین ترا ظرف او بل گیا ہے
 اوقات سے یہ بھی ہے زیادہ
 ہاں مور کو کر دے وہ سلیمان
 ورنہ وہ شراب کسکا منہ ہے
 پانی کو جو لگ چلے جلا دے
 وہ بادہ کہ جوش مین جوئے
 چھو لے بھی وہ گرتو اتر سے
 اس سطح زمین کی دہول اوڑائے
 انسان ہی کا دل تھا کچھ قیامت
 اس مے کو جو لوگ اڑا رہے مین
 وہ پتیا ہے جان سے ہو جو بے لاس
 مردون کو یہ مے مزا کھجائے
 ہاں بے پے ٹیڑھی کھیر ہے یہ
 خم اسکا ہر اک پہ ہے کشادہ
 نیلے سے ڈرو تو تن بھگو جائے
 منکر کے لئے دلیل ہے یہ
 ہر لب پہ ہے نام اسکا جاری
 کیا بختا ہے علویا سنبھل جائے

مہید داستان

یہ بادہ جو ہونے مجھے عنایت
 ہاں پیر مغان کا کچھ کرم تھا
 ہر اک کی طرف ہوا وہ مایل

گو میری نہ تھی یہ قابلیت
 اور ظرف مرا بہت ہی کم تھا
 جو جو کہ تھے میکدے مین سائل

سب مانگ رہے تھے ہاتھ اوٹھا
وان سب کی تھی قیل و قال جی
تھے رعب سے بنی ان لب قال

اور سجد میں تھا میں سر جھکا کے
یاں چپ میں زبان حال جارہی
حسرو کی غل تھی صورت حال

غزلِ سرِ علیہ الرحمۃ

حیران شدہ ام در آرزویت
مانم و تختیر و خموشی
خاک تن من ہر شتہ خوشت
رسی کہ چگونہ ز من دور
خسرو بکند تو اسیر است
کچھ فضل نے پھر تو جوش کھایا
تو تھا بزین فتادہ سفلی
یہ لالہ صراحی اور شیشا
اور سجدے سے میل سر اوٹھا کے
اول مرے دست و پا گوباندا
فرما کہ ہاں لے آنکھیں اب کھول
جب کھو کے آنکھیں مینے دیکھا
دیکھائے تو ایک دریا
ہن چھلیاں اوسمین فوجین فوجین
قوارے خود بخود ہین چھتے
نہرین وان سے اوبل رہی ہین
کین شستیان بے شمار اوسمین
اور ایک نیا تماشا دیکھا
جب دیکھا یہ مینے اتنا سامان
بیساختہ میرے منہ سے نکلا

اے چشم جہانیاں بسویت
آفاق ہمہ بگفت گویت
در خور نشا آب این سیویت
دور از تو چہ پرسم چو مویت
بیچارہ کجا رو دژا گویت
دست رحمت ادب ہر ڈر یا
کھینچا مجھے یوں بسوے علوی
اک طاق پہ سب اوٹھا کے رکھا
سینہ مرا زیر پا دبا کے
پھر مجھ کو اوٹھایا سر سے اونچا
جو دیکھے اشاریے مجھے بول
کچھ اور ہی کھپے تو مجھ کو سوچھا
ہئے آپ ہی آپ لہریں لیتا
اک دم مین مین اوٹھتی لاکھوں مین
سید مین جناب اوسمین اوٹھتے
اور چادرین لاکھوں چل رہی مین
ہین لولو سے آبدار اوسمین
پانی مین غبار اوٹھ رہا تھا
یہ جوش مینے تلاطم وہیہ طوفان
دریا دریا جناب دریا

لے کر دیا
نکاح نام نہاد

فرمایا کہ جس روز سب سے یہ
یہ کہنے ہی پھر اٹھا کے پھینکا
اک غوطے میں بیو گیا یہ سامان
اکبار تو دم نکل گیا تھا
تھا جسم بیرون نہ دم میں تھی جان
جب ڈوبنے پر جسم نکلا
سو جا تو نہ میں تھا اپنے تن میں
اولیٰ اک نشہ چڑھ گیا تھا
سب عقل و خرد ہوا ہوی تھی
دل جسم میں جسم محو دل میں
ناگاہ صدا آئے لائق غیب
جب جان ہوئی سو غیبِ اغب
اے جان نکل اب اس آفت گل سر
گو قصہ ہے پر نہیں یہ قصہ
یہ قصہ جو ہے پیام عبرت

دستِ قلم بہار
ابا بطور ۱۳۱۱
قلیٰ بازار
نزد او سلام
بر بہار

طوفان سے طہور ہے یہ
اور گرتے ہی میں کھایا غوطا
تھے عقل و حواس ہوش پران
سار القبا بدل گیا تھا
نے کھسرنہ دین تھا نہ ایمان
کچھ سانس سانس تن میں پایا
اور دیکھا تو میں ہی تھا بدین
گھٹا تھا میں کہ بربگیا تھا
اور فہم کی دیجان اوڑھی تھی
جان نام کو قید آرب و گل میں
انے لگی سر جان میں ریب
تھا جان سے کوئی یون مخاطب
اس قصے کو سن لے گوش دل سے
گر فہم ہے لیلے اپنا حصہ
نام اسکا ہوا حسام عبرت

آغاز قصہ معاملات خلیل خان و دلیل خان با فاختہ در بیان
در غلبہ فاقہ و کیفیت تدبیر گرفتاری با فاختہ

نام اوسکا و نام خلیل خان تھا
خوش صورت و نیک خلق و خوش رویش
ملت شرع و صاحب حقیقت
عارف عاشق ز اہل تمسکین
اک عالم اوسکا میہان تھا
مصطفیٰ اراق بنار کو فی بردا
رہتا تھا بطور خانہ داماد

سنے کہیں کوئی اک جوان تھا
تھا عاقل و وضع دار و ذی ہوش
جواد و شجاع و بامروت
عابد عالم محبا ہر دین
وہ مثل خلیفہ مزبان تھا
بس حلم من تھا قنیرید فردا
سیر آل میں اپنی واکر مزاد

تھی بی بی سے اپنی اوسکو الفت
رہتا تھا وہ بی بی کے وطن میں
خدمت میں میان کی تھی خاتون
ہر دم تھا وہ اپنی جان سے آزاد
بہر چند کہ خود سے خانہ داماد
وہ چھاتی یہ مونگ گودلی ہے
مشہور مثل یہ ہے جاہلین
ہے بہن کے گہرین بھائی کتا
برایسی سبیدہ تھی وہ بی بی
تھا اہل و عیال سے وہ خرسند
افتاد زمانہ کچھ پڑی آہ
اور یہ بھی ہے تجربہ بین آیا
گر حد سے زیادہ ہوئے اکرام
اوجہ کو دلیل کچھ طلب ہو
شیطان کا مطیع جو بنے گا
اے یار منذرین کو تران
گرجائے اسکی تمکو افسوس
وہ فقر سے کالا منہ کرے ہے
اس قول کو دیکھ گہرین عینین

یہود فاضل خراسانی

روکی ہوئی تھی اوس سے محبت
جون روح مقیدی سے تن میں
حیوانی ہے جیسے ولیہ مفتون
جون جو بہر سر و و فردا فرد
سب تنگ و حیا ہے اوسکی برباد
پر جو روکی جوتی کی تلو ہے
اور آیا ہے اکثر امتحان میں
اوس سرے کے گھر جوانی کتا
سیرامین تھی مطیع اوسکی
تھے بیٹیاں پانچ پانچ فرزند
افلاس میں آگیا وہ ناگاہ
ہے حد سے زیادہ جو دیجا
افلاس ہے اوسکا سب انجام
پڑے اے ان المذہبین کو
افلاس میں غالب پڑ گیا
کہتا ہے برادران شیطان
قرآن میں ہے سب اسکی تشریح
افلاس میں آدمی مے ہے
ہے فقر سوا دوجہ دارین

قصہ فتن خلیل خان بجا در شدت فاقہ جہت تلاش رزق

سن ذکر خلیل خان والا
جب ہو گئی اوسکی زحالت
تھا تیسرا فاقہ اوسکو اگر فز
کچھ دلیں یہ بیٹھے بیٹھے آیا

اب کہتا ہے یون وہ کہنے والا
اور فاقہ کشی کی ہوئی نوبت
کام آمانہ اوسکے گونی ولسو
جنگل کے طرف کو منہ بڑا یا
باز ملکوت نقل یعنی سترہ بند کو روج

۱۔ روح انسانانی تفسیر
۲۔ جیسے روح متینا
۳۔ بین روح جوانی
۴۔ دار نبی
۵۔ دار نبی
۶۔ دار نبی
۷۔ دار نبی
۸۔ دار نبی
۹۔ دار نبی
۱۰۔ دار نبی
۱۱۔ دار نبی
۱۲۔ دار نبی
۱۳۔ دار نبی
۱۴۔ دار نبی
۱۵۔ دار نبی
۱۶۔ دار نبی
۱۷۔ دار نبی
۱۸۔ دار نبی
۱۹۔ دار نبی
۲۰۔ دار نبی
۲۱۔ دار نبی
۲۲۔ دار نبی
۲۳۔ دار نبی
۲۴۔ دار نبی
۲۵۔ دار نبی
۲۶۔ دار نبی
۲۷۔ دار نبی
۲۸۔ دار نبی
۲۹۔ دار نبی
۳۰۔ دار نبی
۳۱۔ دار نبی
۳۲۔ دار نبی
۳۳۔ دار نبی
۳۴۔ دار نبی
۳۵۔ دار نبی
۳۶۔ دار نبی
۳۷۔ دار نبی
۳۸۔ دار نبی
۳۹۔ دار نبی
۴۰۔ دار نبی
۴۱۔ دار نبی
۴۲۔ دار نبی
۴۳۔ دار نبی
۴۴۔ دار نبی
۴۵۔ دار نبی
۴۶۔ دار نبی
۴۷۔ دار نبی
۴۸۔ دار نبی
۴۹۔ دار نبی
۵۰۔ دار نبی
۵۱۔ دار نبی
۵۲۔ دار نبی
۵۳۔ دار نبی
۵۴۔ دار نبی
۵۵۔ دار نبی
۵۶۔ دار نبی
۵۷۔ دار نبی
۵۸۔ دار نبی
۵۹۔ دار نبی
۶۰۔ دار نبی
۶۱۔ دار نبی
۶۲۔ دار نبی
۶۳۔ دار نبی
۶۴۔ دار نبی
۶۵۔ دار نبی
۶۶۔ دار نبی
۶۷۔ دار نبی
۶۸۔ دار نبی
۶۹۔ دار نبی
۷۰۔ دار نبی
۷۱۔ دار نبی
۷۲۔ دار نبی
۷۳۔ دار نبی
۷۴۔ دار نبی
۷۵۔ دار نبی
۷۶۔ دار نبی
۷۷۔ دار نبی
۷۸۔ دار نبی
۷۹۔ دار نبی
۸۰۔ دار نبی
۸۱۔ دار نبی
۸۲۔ دار نبی
۸۳۔ دار نبی
۸۴۔ دار نبی
۸۵۔ دار نبی
۸۶۔ دار نبی
۸۷۔ دار نبی
۸۸۔ دار نبی
۸۹۔ دار نبی
۹۰۔ دار نبی
۹۱۔ دار نبی
۹۲۔ دار نبی
۹۳۔ دار نبی
۹۴۔ دار نبی
۹۵۔ دار نبی
۹۶۔ دار نبی
۹۷۔ دار نبی
۹۸۔ دار نبی
۹۹۔ دار نبی
۱۰۰۔ دار نبی

۱۔ روح انسانانی تفسیر

کہنے لگا بی بی سے کہ بی بی
 چل دشت میں کوئی حیلہ کر لین
 بی بی تھی مطیع حکم شوہر
 اسباب نہ اونکے پالکس کو تھا
 وہ چولہا تھا سوختگی میں فانیق
 ایک تکیہ تھا عیش کا سہارا
 اک صحن میں گر رہی تھی اوکھل
 سردم زو کو ب تھی جو معقول
 گو گو اٹنے کو نہ کچھ تھا گھر میں
 قانون میں اگر چہ جل رہے تھے
 اک مٹی کی بندیا رنگینی تھی
 سوراخ تھے سات اوسمیں سے
 مارنگی سے گول مول خوشتر
 اک چکی پرانی سی پڑی تھی
 بان بیٹے کا پاٹ کچھہ اگر تھا
 پتھر وہ ہوا تھا گھس کے ہکا
 عبرت تھا وہ سڑا اور جہرا
 اور ایک تھا دقیا نوی چرخا
 بان نیکہ بریان تھی رنگینی چند
 اوس بی بی کو کچھ خیال آیا
 اور بندیا کو سرتہ اولیٰ چلی
 اوکھل چکی کو گھر میں جھوڑا
 بان تکیہ تو اوسے کر لیا ہاتھ
 تھی آدھی رات دشت بنسا
 اور غلبہ نوم سے وہ بھی رخت

بچوں کو لے سا تھا اور تو بھی
 کچھ سیٹ میں خاک دھول پھلن
 جنگل کو چلے وہ دونوں ملکر
 تھا ایک جلا ہوا سا چولہا
 چون قلب صنوبری عاشق
 مضنہ سائنت بسیج کارا
 محکم تھی برطر ضرب موسل
 غبار وہ بنی یہ اوڑگنی دھول
 بچوں کی دہما دہمی تھی سرینا
 اس کھیل میں سب ہل رہے تھے
 چکنی سی پرانی کالی کالی
 اور رستی تھی آٹھوں جگہ سے
 سالک کا بھوچون دل مدور
 جو پیستے پیستے گھسی تھی
 اوپر کا خدا کے نام پر تھا
 دکھلاتا تھا رولی کا سا گالا
 جسے وہی تھڑا
 جز مال نہ اوسمیں کوہ ہاتھ
 برگ گل نیلوفر کے تاشند
 وہ چولہا بفل میں لے دیا
 شوہر کے وہ ساتھ گھر سے نکلی
 چرخے کی طرف نہ ہاتھ موڑا
 تھا حیلہ عیش جسم کے ساتھ
 وان ایک کو ایک کی پہچان
 تھا ہر اک نیم خواب میں مست
 بین النور والیقظہ

نیچے بھی دسوں تھے آگے پیچھے
مانند حواس عشر ہر آن
بی بی تھے تھی آگے مالک
تھا پیش نظر حال شوہر
شوہر یہ نظر تھی بے کم و کاست

ملے کرتے چلے وہ اونچے نیچے
یر نیچے تھے والدین کی جان
جون سوے قدم عروج ساک
پھر کیا اسے دینے بائیں کاڈر
شہر مائی بجائی از چپ راست

قصہ رسیدن خلیل خان معزز وجہ و اطفال در بیابان یردر
سر و کہ تقریبش نہرے جاری بود و انتظام وصول طعمہ
و ان جابطو خود باتفاق و ہمت کامل

جنگل میں وہ چلتے چلتے چلتے
گھر سے و آتک وہ تھے یہ بہت
وہ پیر تھا سر و نور کشیدہ
گردن کے کلمہ او سکا جو بن
بولے اگر او کو دیکھے تارک
باطوبائے سے نسبت او سکو تھے
تجشس بزمین وظل برج رخ
وہ سرور میں میں گو گرا تھا
اوس سرور کے نیچے نے خوش آئین
اوس دشت میں نہر تھی یکسر
کہدین جو مبصر او سکو نسیم
یا مائے معین او سکو کہے
نس نہر وہ مچھلیوں سے تھی
ہر دم اسے خوش تھا جہوتا
موجیں لے لے کے تھی وہ بہتی

کر دیکھ کر یہاں دشت میں ہوا

اک پیر کے نیچے جا کے ٹہرے
ہا سوت سے جسے سر ملکوت
مثل قدم ہوشان کشیدہ
کہدے اسے مثل دشت امین
زیتون کا شجرہ مبارک
یاسرہ کا نام او سپہ لیجے
اصلاح ثابت و فرغ در رخ
افلاک یہ سایہ جاڑا تھا
اک نہر تھی جاری صاف شیرین
جون خلد میں سبیل کوثر
اہل نظر او سکو کر لین تسلیم
یا خط جعین او سکو کہتے
بیجا او سمین صدف تھے پردر
ہوئے تھے حباب لاکھوں ہوا
لہر میں تھی او سمین اونٹنی مٹی

اوس نہر کا صاف تھایہ پانی
وان بیٹھ کے اوس خلیل خان تے
چو لے کو لگا دے ایک جا پر
کر حق پہ توکل اور سنبھل جا
وہ بی بی اوٹھی مطابق امر
اور لیکے وہ پانچون بیٹیوں کو
اک بیٹی سے یون کہا کہ اچھی
لے آئی وہ مٹی ہو کے خرسند
مٹی تھی وہ لے حبیب بہم
فی الفور وہ مٹی لیکے آئی
پھر دوسری بیٹی کو بلایا
چو لے کو سنواری وہ بصد شوق
اور تیسری منتظر ہی تھی وان
وہ نہر سے جا کے لائی پانی
ساتون سو راخ بند کر گئے
پرسو جھانڈ آٹھوان وہ روزن
وہ بند نہو سکا کسی سے
اس رخنے کا انتظام چھوڑو
رستادہ اگر جوتا سحر تھا
تھا ہنڈیا مین پانی آب گلین
پھر چوتھی علی وہ نیک سیرت
وہ آگ لہین سے جا کے لائی
چو لے مین وہ خود بخود جو دہکی
پھر پانچون بیٹی آ کے بے لاگ
بھر گئے لگی وہ آگ ددم

سہ دن المار کل
بیٹی ۱۲ اسے
لائی ابوار السنا
ولا یوظون البز
سجہ بالجمیل
سم الجھا ط ۱۸

جیسے کہ ہو آب زندگانی
بی بی سے کہائیں از زمانے
اور ہنڈیا مین تھوڑا پانی رکھ کر
ہنڈیا کے تلے تو آگ سلگنا
مامور ہوئی بہ لایق امر
ہر کام پہ بیٹھی مستعد ہو
لے آ تو کہین سے تہوڑی مٹی
جھٹ ڈھونڈ کے لامسہ کی مانند
چکنی سی بمثل خاک آدم
اوس بی بی کے آگ لاکے رکھی
اوس چو لے کو اوٹنے آجا
تھا جواد سے اوس کمال من آو
چون گوش خیال روزہ داران
کیا پانی کہ آسے زندگانی
رکھا ہنڈیا مین پانی بھر کے
شب کو مانند چشم سوزن
بولی بے اختیار ہو کے
حتیٰ بل الجمل سبہ لو
لیکن اوس سے نہ کہہ ضرر تھا
یا جیسے یقین ہوئے دلین
جون دیدہ صاحب بصیرت
چو لے مین وہ آگ لاکے رکھ دی
اک آتش عشق شعلہ زن تھی
سلگائے لگی وہ چو لے مین آگ
تھا پاس انقاس کا سا عالم

جو لھے مین وہ آگ ایسی دھکی
جب پانچون نے کی اداینہ صحت
بی بی کا جاجو کا رخا نہ
بیٹون کو بلا کے بولا آؤ
اک تم میں شکار کو چلا جائے
وہ چلے آیا جاکر ضرورت
اور دوسرے سے کہا کہ بیٹا
خوب اوستے بغور دور بینی
یون لکڑیاں چٹکے کی بغل پر
اور تیسرے سے کہا یہ لطافت
وان جھاٹ کے جائے اوستی کیسے
ہر سمت اوستہ تصور اوستا
پھر چوتھے سے یون کہا کہ جانی
وان چشم حفاظت اوستے کی باز
رو کردہ بامر سبب تعمیل
وہ لڑکا بھی باسندار قدغن
یعنی جو پدر کے زبان سے

جو جیسے ہوشا متعین مہکی
بی بی کو ہوشی نصیب راحت
سنبھلا وہ خلیل خان سیانا
تم پانچون بھی پانچ کام کر لو
کچھ ماہی و طیر مار کر لائے
اگر دست کو واسمہ کی صورت
تو لکڑیاں چٹکے چلے آ
کی دشت میں جا کے ہمہ چینی
جس طرح خیال میں تصور
تو بیٹھنے کی جگہ کو کر صاف
کیسان کی ہر طرف برابر
ہم رتبہ جس مشترک تھا
تو لکھنے کے لکھا ہانی
وہ حافظہ میں بہت تھا ممتاز
تھا پانچون بھی براہ تعمیل
متصرفہ بن گیا ہمہ تن
لون حوت کو کجرا آسمان سے

تما شاکر دن فاختمہ معائنہ خلیل خان سوال و جواب فاختمہ و
خلیل خان رفتن سپر خلیل خان بجانب فاختمہ برای گرفتار کردن
آن و سوال و جواب آن ہر دو

اوستہ رو بہ آشیان تھا اوستا
نبجاتا تھا وقت نطق گلہ ریز
اک شاخ پہ بیٹھا دیکھتا تھا

اب سنے کہ ایک فاختمہ تھا
وہ مرغ تھا مثل عقل کل تیز
وہ فاختمہ اوستا سا جھگڑا

جب دیکھا یہ اک نیا تھا شا
لے لوگو کہو تو کچھ زبان سے
سامان ہے گھوڑا ہے نہ ٹٹو
گٹھری ہے نہ بسترانہ کلبی
دامن گرا ایک کا پٹھا ہے
اور سر پہ گرا ایک کے ہی گٹری
یا جامہ جو بی لی کا زدا گت ہے
اور لڑکیوں کا نین گھولون کا عیب
گر اوڑھنی کا پتا کہیں ہے
تم لوگوں نے کون کا تون او جڑے
ہاں چوٹے پہ اک چڑا ہے ہانڈا
ہنڈیا میں فقط بھرا ہے پانی
اور چوٹے میں آگ جبر ہی ہے
ترکاری نہ ساگ ہے نہ بھاجی
چانول میں نہ سنو ہے نہ آٹا
کچھ کہتے یہ کیا بھار ہے ہو
کیا کرتی ہو آگ کیوں جلا لی
یاں سننے کہ وہ ستھاری لڑکا
سامان یہ سب تھا ساٹھ اس کے
مایوس تھے سارے بھوکے بیٹھے
تھا ماس میں بگڑا اونکا نقشا
بس سنتے ہی غلیل خان نے
اور یہ کہا بوجھتا ہے تو کس
ہے بی بی کا نام میری آفت
اور پانچون کے نام مختلف ہیں

گھبرا کے وہ فاختہ بچہ بولا
تم کون ہو آٹے ہو کہاں سے
دیکھی نہیں ایسی میں نگہو
بتا رہا تھی ہے نہ جو کئی
چولا اک کا مسک گیا ہے
تو دوسرے کو نہیں ہی ٹولی
تہندہ میان کا کھل گیا ہے
گر تپا ہے پٹھا تو اوڑھنی غیب
سستی کا ٹھکانا وان نہیں ہے
جو دیکھے میں یہ برے دھڑے
باقی برتن ہے اور نہ بچھا ہڈا
پھر اوسپہ نکلی جان فشانی
خالی ہنڈیا او بل رہی ہے
ہے گوشت نہ دال یہ بھی کیا جی
ہاں روٹیوں کا بھی تو ہے گھاٹا
یا خالی دہوین اوڑا رہے ہو
بے فائدہ دھوم کیوں مچالی
جھک مار کے خالی ہاتھ ملتا
چھپر بھی نہ آیا ہاتھ اس کے
ایک ایک کے منہ کو دھتور تھے
اور فاختہ سر پہ آگے بولا
دیکھا سر اوٹھا کے اوس جی ان
سن نام غلیل خان ہے میرا
یہ بی بی ہے مایہ محبت
حس طرح حروف سب الٹ ہیں

مسکن سے ہم آئے ہو کے نافر
گھر سے نکلے ہیں ہو کے بیکس
منحوس وہ گھر تھا چھوڑ آئے
کچھہ ماتہ میں مال بان جولا میں
پھر عیب جو او سمین تھا نہ رہے
جب توڑ کے گھر نیا کرینگے
اب سن لے فاختہ خبر دار
یہ چوٹا یہ آگ اور یہہ پانی
سب جھگڑا یہ تیرے واسطے ہی
ہے سچ تو یہ تجھ کو بتو دیکھا
پکڑینگے تجھے کائن گے ہم۔
یہ کہنے کیا جو چہ اشارا۔
فی الفور اٹھا او دسر کو لیکھا
جس ڈالی یہ فاختہ تھا بیٹھا
وہ ڈھیلہ بھی کیا کہوں میں جانی
گر چرخ میں جا لگے بلا دے
تب فاختہ بولا والو یہ کیا
لو چیر تھی میری تو پہلے میں
این بود مثال درشتیدن
کیا جھڑکے دبو کا منے کھایا
گھراتے پھر تو فاختہ نے
کو کوئی جگہ ٹپک کہ این این
کیون میری طرف کیا ارادہ
بولادہ تو ہے شکار میرا
پکڑو نگا جہان لگا مرے ہاتھ

ساکل میں غریب میں مسافر
جون بوے گل آب ہونگی وہیں
اس دشت میں ہاں بچے لائے
اوس گھر کو گرا کے پھر بنائیں
پھر ہم گھر کے ہمارا گھر ہے
پھر ہم بھی تو وہ نہیں رہینگے
ہو جا تو اپنی جا یہ ہشیار
یہ ہنڈیا یہ ساری جاتقشانی
سب دیندایہ تیرے واسطے ہے
گھر بیٹھے شکار حق نے بھیجا
اب کھائینگے تجھ کو کھائینگے ہم
وہ پانچوان لڑکا شطرتھا
جیسے متصرفہ کا جھپکا۔
اک ڈھیلہ اٹھا او دسر وہ دوڑا
خطرہ رحمانی کی نشانی
اور کوہ کو خاک میں ملا دے
میری ہی کمرز میں ہے غلا
میری ہی بلا پڑی گئے میں
دل داؤن و در دسر خریدن
اب میرے بھی تجھ پر بہن آیا
اوس طایر ہوش باختہ نے
دیدہ بکشا دہشش ہے میں
سچ کہنے کہ ہے یہ کیا ارادہ۔
اب تجھ کو نہ چھوڑو نگا سنبھلیا
جس جا تو چلا میں ہوں تو ساتھ

لے کر کوٹھارہ شہنشاہ
در محاورہ و ملاطفت
از دہلی منی و این دہلی
ملا جھپکا و فاختہ
از سر سبز

میں تیجے تو آگے آگے میرے
 مر جان و یا جیون بلا سے
 چھوڑ دینا کبھی نہ تیرا چھوڑا
 اب آگے نہ کر تو مجھے تجھت
 ورنہ تجھے یہ بھی کہہ خبر ہے
 وہ شخص ہوں میں کہ تو تو کیا کر
 انسان سے ہے تھوڑا ذاتی
 تو جان ہے میں ہوں جاں کی جان
 تو ہے الروح احراری -
 تو تخت کن آگیا ہے بھیا
 تو سیر کرے میں طیر کر جان
 جس سپنج پہ مارتا ہے تو پر
 تو سدرہ و طوبی اشیان ہے
 اورٹنے پہ نہ اپنے ہو تو نازان
 تو جاے زمین سے آسمان میں
 گو میرا زمین پر مکان ہے
 اک چرخ میں کھولتا ہے تو پر
 صنعا سب خلق کا مجمع جان
 ہم چڑھ کے فلک پہ برق ہو جان
 عالم پہ کریں جو خود کو اظہار
 ہم دخل جو کجہر جان میں پائیں
 پھٹتے نہیں جسکے پیچھے چھٹیں
 مٹی کو بہا کے پانی کر دیں
 ہم خاک میں باد کو ملا دیں
 گر طول میں کھلتے ہیں ترے پر

سسکے کی طرح ہوں ساتھ تیرے
 چھوڑ دینا نہ تجھ کو یہ سمجھ لے
 تو شخص تو عکس ہو نہیں تیرا
 ہے میری یہ کس پر آدھیت
 انسان ہوں میں اور تو جانور
 عالم مرے عکس سے بھرا ہے
 سب خلق ہے مظہر صفائی
 ہے علم آدم اک مری شان
 اور میں ہوں نفیخت قید روحی
 اور میں ہوں خلقت سریدی
 تو اوڑھ چلے میں یہ جان و بھر جان
 ہم او سکوا و تار لین زمین پر
 یاروں کا مکان لامکان ہے
 پر باز تو بسم میں دیدہ بانان
 ہم جائیں فلک سے لامکانین
 پر عرش برین پہ اشیان ہے
 نہ چرخ میں سب ہمارے اندر
 اکبر میں خلق ناس کو بان
 اور ترین تو زمین میں غرق ہو جان
 ہم جو فلک میں ہوں شر بار
 قطرے کی طرح سے پھیل جائیں
 بکھرین تو فرشتوں سے پھٹیں
 اور پانی کو دیول دہانی کر دیں
 اور آگ کے ہم دیوین اور ادین
 یان عرض اور طول ہے برابر

اگر کتا تھ یہیں سے ہم بڑیا میں
 تاج ہے ہمارے سارا عالم
 اگر عرش یہ بھی تو جائے اور اگر
 مومن یہی شکل آب و گل ہے
 داخل ہے بناتیں جبا دی
 حیوان انسان میں مندرج ہے
 چاہے تو سنا اگر میری جان
 کیا کہتے بہت ہی دور میں ہم
 تو جزو ہے جسکامین وہ کل ہو
 اب رہنے دے گو گویا میں
 پکڑیں تجھے خود نہ ہا تھ آئین
 اور تو سہی چلتا ہے کہا نک
 جب فاختہ نے سنی یہ تقریر
 آیا یہی دل میں اوسکے ہر بار
 ہے ان میں جو اتفاق باہم
 دو دل ہوں جو اک پہاڑ کو کھا رہیں
 لازم نہیں ان سے اب جھگڑنا
 بیشک زمین ان سے بچ سکو گا
 گردون کو ہوا یہ اور آدین
 یہ چرخ کو خاک پر ٹک میں
 خورشید کو روک دین نظر سے
 یہ برق پہ داغ لوٹ دہروں
 بے پر یہ جد ہر کو چاہیں اور جان
 کچھ آئین نہ جانیں اور نہ ٹہرن
 ان میں سے اگر ایک بھی چل جائے

گردون سے تجھے کڑکے لائیں
 ہاں سحر بالکلم ہے حکم
 جاسکتا تھیں تو ہم سے باہر
 اور عرش انھیں مومنوں کا دل ہے
 حیوان میں نبات پھر ہے عادی
 انسان رحمان میں مندرج ہے
 خلق آدم بے شکل تھ رحمان
 واللہ خدا کے نور میں ہم
 تو برگ ہے جسکامین وہ گل ہو
 تو کون ہے تو بھی تو ہمیں میں
 ہم دم میں جہان میں چل جائیں
 چھوڑ دو گناجھے نہ لامکان تک
 کی دلمیں ہزار طرح تدبیر
 ان لوگوں سے کیجئے نہ تکرار
 چھتے نہیں انکے ہاتھ سے ہم
 کیا بارہ نہ ایک جھاڑو کھا رہیں
 اک چڑیا کا کس بڑا کیڑا نا
 گرفتار میں جا کے بھی چھو گا
 عقبا کا پتا ابھی لگا دین
 اور گرد زمین کی جھٹک دین
 دین داغ مشاخ قمر سے
 دم رعد کا دم میں بند کروں
 یہ عرش یہ جانیں اور چل آئیں
 ہن اپنے میں آپ لیتے ٹہرن
 کوئین کو سانس میں گل جائے

یہ سنبھالیں تو آسمان میں پہنچیں
 پھر کہنے یہ کس کے قابو میں آئیں
 آنکھ ان سے وہ کون ہے ملالے
 ناسوت کو یہ بنا دین ملکوت
 اسماء کو صفات کر دکھائیں
 گر ہے یہی اتفاق اسکا
 یہ سب ہیں خلیل خان یہ جاننا
 جو ٹھکانیں گے دلیں یہ کرینگے
 تب فاختہ ہو کے سیر جان سے
 تدبیر میں تسک کو اک بتاؤں
 تب شکے خلیل خان یہ بولا
 گراؤں میں ہے کچھ نتوج میرا
 اوس بات میں گر مرا بھلا ہے

مگر میں تو یہ لامکان میں پہنچیں
 یہ لوگ خدا سے بھی نہ شرمائیں
 یہ لوگ خدا ہی کے حواس لے
 ملکوت کہ ہر کا بلکہ جبروت
 وحدت میں یہ کثرتوں کو لائیں
 پیچائیں گے دم میں ہیقت دریا
 ہے ان سے خلیل خان سدا فراز
 یہ موت سے آگے جا کرینگے
 یوں کہنے لگا خلیل خان سے
 گر جان کی کچھ امان پاؤں
 چوڑا بنے سمجھنے کیا ہے بتلا
 تو پھر تو ہے مرغ روح میرا
 تو مادی ہے راہبر مرا ہے

نشان دادن فاختہ خلیل خان را بسوی خزانہ غیب و پنج سرو

بولا وہ بصد ہزار سنگین
 تم کھو دو اور بہور و اند
 جڑ کھود کے پیڑ میں بھرا ہے
 اور زیت کا فائدہ اٹھا لے

جب فاختہ کو ہو یں ریت سنگین
 اس سرو کی جڑ میں ہے خزانہ
 اک شہ نے امانت دہرا ہے
 اسکو تو ابھی تو آزمالے

بیان کردن فاختہ یک معاشی خلیل خان برای تفکر و تدبیر دران

اک اور سمجھتا ہوں مٹتا
 سید ہا کوئی سرو کوئی اولٹا
 اور سرو دان ہے کوئی بھٹا
 اب جڑ کو ہر اک کی تو سمجھ لے

پھر مجھ کو سمجھ نہ تو نکشا
 سن دیکھ اید ہر میں کہتا ہوں کیا
 قائم ہے کوئی تو سرو کیجا
 کہتا ہوں اشارت میں تجھے

توڑ ہونڈ و مان خوشنہ ٹھیب
 کر جان میں لقیسین با امانت
 تو بات ہے میری سب بہانہ
 پر کیف اوٹھا تا فضل پر ہے
 یا ملک نصرتی میں آئے
 دیکھا گھر ورنہ بھیجا بیٹھا
 اک بیوقوف ایک فوق ہن غرق
 ان باتوں سے مطلب اپنا چن لے

جب بیچ کو سبھا تو بلا ریب
 رکھ دلمین تو عشق و تقامت
 اسپر چونہ پائے تو خندانہ
 ملنا او سکا تو عدل پر ہے
 یا تجھ کو خزانہ بنائے
 متصرفت کو شہ ہے قلع او سکا
 پر دیکھنے میں بھی ہے بڑا فرق
 اب اسپر مثال ایک سن لے

تمثیل پوائے

اور ناقہ نے بھی کیا نظر ارا
 پھر چاہ بلا میں او سکو ڈالا
 یا بشر ہی بھی کہا زبان سے
 ہمارا ہی کافی حق بھی اوٹھایا
 پھر مصر میں لاکے بیچ ڈالا
 اور بارغہ بھی تھی اوس سے مضمون
 اور گرہ سے نقد جان دیا کھول
 یعقوب سے لکے تالیف
 ہر دید میں فن شوق کس قدر ہے
 جو خشک تھا و کجیت را وہ
 لذت ہو تو صاحب نظر ہے
 عارف ہے وہی وہی جو دہل
 قبضہ میں پھر اپنے او سکر لائے
 پہاڑ پہ ماتھے تو اوٹھا دے
 کمر صفحہ دل پہ اپنے تحریر

ایسے کو قیس نے بھی دیکھا
 یوسف کو برادر و ن نے دیکھا
 مالک نے نکالا پھر وہاں سے
 کنعان سے وہ مصر تک بھی لایا
 طرح سے خوب دیکھا بھالا
 پھر او سکا غریز بھی تھا مفتون
 تھا او سکو رینجا نے لیا مول
 یوسف کو غرض تھا سب دیکھا
 اے یار سبھہ جو کچھ خبر ہے
 تیر جو کہ تھا دیکھا اور تھا وہ
 یون دیکھا تو رویت ابھر ہے
 لذت ہے نصرتی کو حاصل
 مان تو بھی خزانہ جبکہ پائے
 وہ جو دو کرم کچھ خدادے
 اور دوسری پہ بھی سننے تقریر

<p>اک یہ بھی سزا کا اثر ہے ہے قامت میں وہ خوب وزیا پھیلاوا بھی کچھ نہیں ہے اسکا کڑی بھی ہے اسکی ایسی بیکار آتش سے وہ اسقدر ہے خگر شاخ اسکی کام پر نہ آئے ساعتر خان سے وہ بری ہے مان جڑی سے جاپا کڑے گراوی تھرا اسکی اگرچہ یون کہیں ہے میں سختہ کہیں جو اس کے آثار</p>	<p>بے بر گل و سرو بے ثمر ہے اور سارے درختوں سے ہی سیرا ہے سایہ بھی اسکا مختصر سا ہے آگ کی سرسبز سزاوار گیلی سوکھی ہے وان یرابر پتون کو جسا نور نہ کھاسے ڈالی ڈالی دمان بہری ہے تب دائرہ قدامین گرجا ہے دنیا کے لوگ کام کا نہیں ہے تو بھی دنیا سے ہووے پیرا</p>
--	---

تشریح نقد خزانہ

<p>اب سننے اگر تو ہے سیانا فی انفسکم کی طرح پر ہے گر تو یہ خزانہ کھود لیکھا افلاس سنا ہے پھر تجھے کب منہ اپنا اٹھا پھر جد بر تو روشن ہے گھر کو وہ کریگا</p>	<p>میں نے جو بتایا یہ خزانہ مرجان ہے گھر ہے لعل و فیہ وہ ہوتا ہے کام دے گا ہے گنج وہ مثل سخن اقریب دیکھ گا کہ اینٹوں تو تو مضحک و زجاج وہ بنے گا</p>
--	---

برآوردن خلیل خان خزانہ غیبی از پنج سر و مرجعیت نمودن بسومی

خانہ خود و مع نقد خزانہ بصدراغ باعیال و اطفال خویش

<p>جب فاختہ سے سنایہ مضمون سنتے ہی وہ سب ہوئے فراہم پھر کھود لئے لگ گئے وہ یکسر منہ اسے بھی فاختہ سے موڑا</p>	<p>اور پایا خزانے کا نشان چین بارہ ہوئے ایک دم وہ باہم وہ فاختہ بھاگا وقت پا کر اولیٰ بولی بلا کے چوڑا</p>
--	---

کھودا تو وہ سپر و فہیمہ بنکلا۔
 بارہ ہوسے ایک دم وہ شغل
 اوس گنج کا تپ طلسم ٹوٹا
 فی غیب الغیب کنت کنتا
 ظاہر ہوا جب وہ گنج محفی
 پیدا ہوا خاک سے جو خوشید
 مال آگیا ہاتھ بے مشقت
 مارا جو وہ مال انھوں نے نہیں
 مردوں نے حیات تازہ پائی
 افلاس میں گرچہ وہ تھا تھے
 فرحت نے جو دلمیں جوش کھایا
 افلاس میں ہوش اوڑ گیا تھا
 افلاس بھی اک عدو ہے سدا
 قوت جو بصیرین اوسکے آلی
 جانیر سبکی سنبھل گئیں تھیں
 سارے حیران رہ گئے تھے
 کیا مال یہاں تھا آیا اون کے
 اون سیکو تھا شاید برگ چاہل
 جب ہو گئی مضطرب و کوشکین
 اطمینان اون کو تھا مبہم
 اوس نقد تے روپ یہ دکھایا
 گو پہلے بھی تھے بشکل انسان
 زربکس ہو کر تو آدمی سے
 وہ گنج سما یا چشم و دل کین
 دلمیں وہ سرور بنکے ہیرا

قارون کا کہن خسرو بینہ شکلا
 تھا فضل خدا بھی اوسکے شامل
 ناگاہ صد ہمتی اوس سے پیدا
 احبت لکھ فکنت جھٹلا
 ہاتھ آگئی زندگی کی پونجی
 خلقت الخلق کا کھلا بھید
 در عشق و یقین و استقامت
 جان تازہ ہمتی مفلسو کے نہیں
 محبس سے نجات تازہ پائی
 ملتے ہی خزانہ سب بقا تھے
 اون سب کو تب اپنا ہوش آیا
 اپنا بھی خیال کتب رہا تھا
 کاد الفقر ان یکرز کفلا
 بنیاد تھی وہ معائنے کی
 اکدم آئے افسانہ یار گئیں تھیں
 جس نے جان رہا تھے
 پتھر آگے بخود دمی سے دیے
 تفرج سے قابو میں نہ تھے دل
 تلون سے پا گئے وہ تمکین
 چون کنت نفس مطمئنہ
 ہر ایک کو آدمی بنا یا
 افلاس سے بنکے تھے حیوان
 اور زربو نہیں تو آدمی سے
 وہ روح سمائی آب گل تین
 آنکھوں میں وہ نور بنکے ہیرا

اور وقت شمار زر کی جھینکار
آنکھیں اوس زر سے ہو گئی پر
بند آنکھیں جو ہوں تو جو شہرین
بیداری میں پیش دیدہ مشہور
تھا دل کو بنایا صرہ زر
ہر گویا ہر لعل نور سیدہ
زر سے جو ہوئی کچی وہ خبر دار
وہ خود جو بنے تھے صاحب مال
مشہور یہ نقل ہے جہان میں
خود زندہ جہان جہلہ زندہ
کہتے ہیں مثل یہ سب جوان پر
بزمردہ ہوں سب چمن تو کیا ہے
جب آنکھ کھلی کھلا ہنر عیب
اوس نقد سے ہو گئی وہ خوشحال
وہ مال اوٹھا کے گھر میں لائے
گھر توڑ کے پھر بنایا
غیریت تھی جو اعلیٰ ساری
یون کر کے عروج مثل سالک
حق و باطل و یا بد و نیک

ایسی قوی فتنہ خزان کا گر گزیدہ

کا نون میں تھی صوت دائمی مار
اور دل میں وہ بنگیا تصور
اور آنکھیں کھلین تو سب نظر میں
اور خواب میں شکل خواب موجود
اور مار نظر کو سلک گوہر
آئینہ نما تھا پیش دیدہ
ہر روزہ نظر ٹپکے تھا تر دار
اور نکاح بھی تیسرے تھے وہی حال
آتی ہے ضرورتاً زبان میں
خود مردہ جہان جہلہ مردہ
باز ہر بھی ہے کہہ کر جو سے کہہ
ساون کے اندر ہے کوہرا ہے
بند آنکھ ہوئی تو یہ وہ سب غیب
داد کا سامنا تھا آگیا مال
تلچے کو دے بجائے گائے
منہوس کو سعد کر دکھایا
عمیئت ہو گئی وہ ساری
گھر اوٹھا تھا وہ تھے گھر کے مالک
قید و اطلاق بان میں سب ایک

داستان بیان کردن خلیل خان کیفیت معاملہ خود حسب نفسا
دلیل خان کہ ہمہ سایہ و غم کردن دلیل خان بجانب صحرا تقلید
خلیل خان متنازع آن بزر و جہ خود و طعن و تشنیع روبرو اور

ہمسایوں اوس سے آگے پوچھا

یہ چہ چاہئے میں جو پچھا

اوان سب میں تھا کہ دلیل خان نام
 اور اوسکے بھی دس تھے بیٹا بیٹی
 ہمسایہ کا حق سمجھنے کے فی الفور
 سب قصہ کہا خلیل خان نے
 وہ ذکر دلیل خان نے سنکر
 کیا مال خلیل خان نے مارا
 ہم بھی چلین مان چلو اوس جی
 چل میرے بھی بیٹا بیٹی دس میں
 جو روا اوسکی یہ بولی اچھا
 قسمت مری تیرے ساتھ چوٹی
 اوسنے کہا تو بھی چل مرے ساتھ
 سہلواتیں سنا کے بولی دس میں
 اکدن کہیں یونہی جان دو گے
 گھر میں سب پورے کر چکے گن
 سب گھر کو تو خاک میں ملا یا
 چل سکتے نہیں ہو پا یا وہ
 ہمت نہیں جون بھی مارتیکی
 جو شام سے شبکو تم ہو سوتے
 جب کھا نیکو بیچو دیر کھاؤ
 جھکو نہیں چوڑتے ہو اکدم
 بد نیت ایسے ہوا اگر پاؤ
 جزا ہو لعب تمہیں نہیں کام
 کل نہ نماز ہے نہ روزہ -
 افیون ہو چند و مودک ہو
 ہون گلگلے چاکٹا ہو سینہ ہی

محبت جو روحنی اوسکی خود کام
 تھی مخلصی اوسکو بھی ستائی
 بے ساختہ بے تامل و غور
 تشریح کی ساتھ اوس جوان نے
 جو روئے کہا یہ سر کو دھنکر
 اور حال یہ تنگ ہے ہمارا
 ہم بھی کریں کام چلکے ولسا
 اوس کام کے واسطے یہ ہیں
 بے بچون کو اور حبائل جا
 جا جائیں اسی بہانے چوٹی
 گھر سے تو بھی نکل مرے ساتھ
 کس کی میان کرو گے تمہیں
 کتنے کی موت جا مرو گے
 اب دشت کی آپ کو لگی دھن
 جنگل کی بھی دھول ڈاؤ گے کیا
 پھرتیہ فلک کا ہے ارادہ
 اور شیر پکرنے ہو چڑائی
 دو بچہ کو اوستھتے ہو توڑتے
 بلو اسے تمام دن نہ کہہ براؤ
 رہتے ہو مباشرت میں ہم
 بچو شکا بھی حصہ لکے کھا جاؤ
 چوہر شہر نج میں ہو بدنام
 مان تمکو ہو گا بخت بنگ بوزہ
 مارا ہی ہو شراب بیگڑک ہو
 بچے ہون بچے شری کل بھی

کچھ شے ہے محلے میں جو کیتی
ہے تیری زبان وہ چٹوری
ماستہ آئین نہ پیسے گرنے کو
کچھ سوچکے پھر کہہ کہ چہا
یہ کہہ کر لیلی بانڈی چوٹھا
بچوں کو بہانے سے بلا کے
سہلا کے سر و نگو جوڑ کر ماتھ

گھر میں تری رال سبے شکتی
کھا جائے حرام کر کے چوری
چوری کرو یا کہ بھیکس مانگو
لے چلتی بہون و بھون ہو تا جو کیا
اونھی جیسے اوٹھے بگولا
بھلا کے بھنت اور کھا کے
کچھ لالچ دیکے لے یا ساستھ

از خانہ خود بیرون آمدن دلیل خان مودر وجہ و پسران و

دختران خود دورا ہی شدن بصحرا با تفرقہ نامہ

جب ہو گئی اوہی رات نکلے
باتفرقہ بنتے اور بگڑتے
چلتے نہ تھے ایک ٹھاٹ ہو کر
ایک ایک کی ہر ہی سے نالان
اک چلتا تھا راہ میں جھکے
دامن وہ اسکا لے جھکے
اک دھپا لگا کے اک کو بھاگے
یہ زور سے چکی اوکو لیلے
اک پھیل رہے تو اک سمٹ جائے
کھینچا ہوا ہو اسکو وہ چڑائے
ایک ایک سے گر کرے تھادوتا
کو کون میں ہو ہی ہم لڑائی
اون سب نے مچائی ایسی وہم
کو لڑکے پر سے جوتی بازیر
کہ باپ کو لڑکیوں نے کوسا

ہا دن کو نہ کوئی بات نکلے
جھجھل کو چلے جھکڑے لڑتے
بارہ چلے بار اباٹ ہو کر
رخ ایک کا دان دل اک تھا یاں
اک چلتا تھا آسمان چمکتا
یہ اوکو زمین پر بٹکے
اک کو سہا جائے آگے آگے
وہ اوکو رو لائے آپ کھلے
یہ آگے بڑھے وہ پیچھے ہٹ جائے
تھخے میں یہ اوکو کاٹ کھائے
تختی میری او سمین جوتی اوتا
اور لڑکیوں میں مچائی دو لائی
مان باپ کی ناک میں کیا دم
گر لڑکیان مان کو کر تی تعین یہ
کو لڑکوں نے مان کو ملے مارا

کہ لڑکوں کو باپ مارتا تھا
 لڑکے تھے لڑکیوں سے لڑتے
 کہ پکڑی یہ وہ پہاڑ سے مارا
 کہ جوتی سے اسنے لوت جھڑی
 کہ وہ نون میں جھین گئی جو گاڑھی
 گھر سے یونہی لڑتے اور جھگڑتے
 قریہ کی قسریب وہ جگہ تھی

کہ امان نے لڑکیوں کو بیٹا
 تھے جو روختم جدے جھگڑتے
 کہ سر سے ڈو پیٹہ اوسنے کھینچا
 کہ نوپکے اوسنے کرتی چھاڑی
 اسکا چونڈا تھا اوسکی مھاڑی
 اوس سرور کی پیر تک وہ چھونچے
 ہما صبح وہ چھونچے باخراہی

رسیدن دلیل خان وزیر بہان وخت سرو و انتظام
 وصول طہر کردن بقلیہ خلیل خان از بوالہوسی و ظہور
 ماتفاق با یکدگر پیران و خستران و زوجان

اب سننے دلیل خان خود سر
 وہ خود اور جو رو بچے ہاں
 اوس سرو کے نیچے جا کے بیٹھے
 حجت وہ دلیل خان کی جو رو
 وہ بچے جو دل تھے اونکا سچاں
 لڑکوں کا تو سن لے حال مجھے
 تھا ایک خیال میں پریشان
 سن حال کو تیسرے کے کر غور
 اور جو شے کا پوچھے نہ عالم
 کہتا ہوں میں حال پانچون کا
 تھی لڑکیاں بھی اسی قدر شوج
 اس کاٹن یہ بات کو اڑا دے
 اور دوسری تک چڑھی تھی اہی

تھا شان افضل کا ایک منظر
 چھونچے وان جا کے تب صد غم
 باہم لگے ہونے پھر تو جھگڑے
 نفس امارہ تھی کہے تو
 آفت تھے بنا تھے جیسا جیال
 کہتا ہوں اشارتاً میں تجھے
 اور دوسرا وہم میں تھا سلطان
 جز شک تھا نہ حافظے میں کچھ اور
 متصرف لعب و لہو ہر دم
 ہر صحبت بد میں مشترک تھا
 تحقیق بے ادب اور بے ہنر شیخ
 اچھی نہ سنی تری سنادے
 ہر چیز سے ناک تھی چڑھاتی

اب اس خست بانی
 خیال دار جو حافظ
 اور جو شے کا پوچھے
 سن حال کو تیسرے کے
 کر غور اور جو شے کا
 پوچھے نہ عالم کہتا
 ہوں میں حال پانچون کا
 تھی لڑکیاں بھی اسی
 قدر شوج اس کاٹن یہ
 بات کو اڑا دے اور
 دوسری تک چڑھی تھی
 اہی

اور تیسری کا طمع سے جانی
تھی جو تھی تو یہ غضب چٹوری
تھی پانچویں بیٹی چھٹی موٹی
تھا ہاتھ لگا بیٹا بہانا۔
اون سب میں یہ تفرقہ پڑا تھا
جو وضع خلیل خان نے کی تھی
آخر انھیں باتوں کے بہانے
جو روئے کہا کہ بی سنبھل جا
تیرا تو نہ کہتا میں کرونگی
میں آپ کرونگی ساری صورت
وہ آپ ہی بیٹھی جا کے اک جا
اک لڑکی کچھ آئی بڑبڑاتی
اور بولی کہ کچھ ترا کھج
بیجاری یہ منہ کے بھی یہ بولی
مٹی لے آجسائیں چو لھا
وہ بولی تھکے ہیں پانوں میرے
تو اوٹھ دزا پانیچے ہلا لے
جب لڑکی نے دی نہ لاکے مٹی
پھر دوسری سے کہا کہ بیٹی
وہ بولی کہ دکتے ہیں میرے ہاتھ
جنگل میں جو چو لے لاؤ جاڑے
آخر خود اوٹھی جب آیا چو لھا
پھر تیسری لڑکی کو کہا جسا
وہ لڑکی منہ کے بولی آؤ
سرپیٹ لے اپنا اور رو لے

کچھ ویدے کا مرگیا تھا پانی
کھجا جاے حرام کر کے چوری
گر اوٹھی لگاؤ بولے اونی
یہ پھیل پڑی کہ کیا کھکانا
سب پر گواہی سر تھا خدا کا
جیسے خبر اونے اسکو دی تھی
قسمت کو لگا کھید آزمائے
وہ بولی ارے تو ہی پھیل جا
تو جی بولیکا مر رہوں گی
تو کون سنے کیا تری ضرورت
اور بیٹوں کو ومان جلا یا
منہ میں کچھ کوستی جراتی
بک بک سنے تو کھا گئی سنبھلیا
مان صدقے تو اچھی مہری بیٹی
اچھی میری صدقہ دست و پا کا
کیا ٹوٹ گئے ہیں ہاتھ تیرے
مائی ملی آپ جا کے لالے
لے آئی وہ آپ جا کے مٹی
تو چو لھا جلتے اونٹ کے بی بی
تو آپ جسا نہیں ترے ہاتھ
گھر کے چو لھر ہی کیوں اوکھاٹے
اور بند یا کو اوسہ لاکے رکھا
اس نہر سے تھوڑا پانی لے آ
جانہر میں جا کے ڈوب مر تو
آنسو نکلیں تو بند یا دھولے

لاچار وہ اٹھکے پانی لائی تھوڑا
 پھر چوتھی سے یوں کہا کہ لا آگ
 اور پیچھے کو منہ پھرا کے بولی
 اک تالی بجا کے بے حسابا
 وہ بولی کہ پانوں تو ہیں لیلے
 اوس لڑکی نے سیدھی جینائی
 پھر پانچون سے کہا کہ تو آ
 گردن کو وہ توڑ کر بہہ بولی
 سنگا نیچا آگ کس مین دم ہے
 لو اور سنو یہ اک نیاراگ
 سنگا نیکو آگ خود وہ آئی
 کہتی تھی وہ کام اپنا جس سے
 حجت کی ہوئی جو خستہ حجت
 حجت نے کھا دلیل خان کسے
 مجھ کو نہیں کرکھون نے مانا
 تو جان لے اور تیرے لڑکے
 یان اتنے تو روزا سب ستایا
 اور بولا فقط ہیں یہ تو باتیں
 سن میں بھی تو کب ہوں تیری ستا
 سوئے نہیں کچھ دنوئے کھائے
 کاٹو گھا زبان زبان جو کھولے
 بان اپنی سمجھ سے کچھ کہو گھا
 وہ ہکا کے یہ چور کو ڈرا کے
 اوس کام کی سمت ہو کے رہا
 اکل لڑکے سے یوں کہا کہ بھائی

چو لھے پوہ ہنڈ یا بھر کے رکھی
 وہ کوستی اک طرف گئی بھاگ
 مان لاتی ہوں آگ لے لے اسی
 لے کھکے دکھا دیا انگوٹھا
 منہ پھونک لے اب اپنا اوٹھکے
 بیچارہ سی اوٹھی اور آگ لائی
 اس چو لھے مین آگ کے آگ سنگا
 مین آپ ہی امر رہی ہوں بھوکی
 کیا آگ لکھانے مین تو کم ہے
 سنگا لے تو خود مجھے لگو آگ
 اوس چو لھے مین آگ خود جلائی
 وہ پانوں دکھاتی تھی کلاس سے
 اب آئی دلیل خان کی قوت
 تیار ہوئی ہوں مین توجا لے
 اس منہ پہ مین لڑکونے کو کھل
 اون سے یان کون بیٹھی جھگڑے
 وان سنتے ہی قہقہہ اڑایا
 مین خوش ہوں اگر گائیں لاتین
 کچھ بولی تو پھر ہوں آگ کے دہتا
 کیا موت کے دن قریب آئے
 منہ توڑ دن ابھی جو پھر تو بولے
 پھر اپنی مین آپ دیکھ لو گھا
 اک جے پہ بیٹھا پھر وہ آگ کے
 لڑکونے طرف ہوا مٹی طبع
 کچھ مار کے لا تو مرغ و ماہی

بھوکے کئے دن کے ہیں کچھ نہیں
 وہ بولا کہ آپ کو بھی اوجھسری
 امان کو اوپر جو بھونکوا یا
 چپ بیٹھو نہ سمجھتے کہہ کر ہو تم
 ہمسرہ نکالو اور کھاؤ گے
 جنگل میں نئی ہے آج حالت
 یہ نہ کوئی سوچتی تھی گھر میں
 فاقے میں کہہ آج بڑھ رہے ہیں
 ارام سے بیٹھو تھک گئے ہو
 تھے کو تو ماتھے سے پٹکے۔
 سلفہ نہیں سرکہ برچیں ہے
 معلوم تو ہے کہ میں ہوں بھوکا
 سپر مجھے حکم کر رہے ہو
 بس باد ہوائی مجھ سے مت ہانک
 جا تو کہیں آپ ہی نکل جا
 بیمار وہ چپ ہوا یہ سنکر
 جب اسکی طرف سے دیر کھایا
 اور غر سے یوں کہا کہ بیٹا
 اوسنے کہا لو یہ دوسری ہے
 دان آپ سے گھر ہے وہ اوجھتا
 خود بیٹھے ہو بیٹھے کئے مضبوط
 افیون زیادہ چڑھ گئی ہے
 یا مفت کہیں شراب اوڑائی
 یا بوزے سے بیٹھے آپ جھٹکے
 یا چند دواغ میں سما یا

قسمت میں اگر ہے کچھ تو کھائیں
 لو امان کی باب کو بھی اوجھسری
 کیا غصے میں تھکواٹ کھا یا
 امان ہی کے منہ لگے رہو تم
 دکھلاؤ اور غصے کو اپنا جبر
 کیا گھر میں بھی تھی یہی حکومت
 جنگل کی ہوا بھری ہے سر میں
 کیا انجرے سر میں چڑھ رہے ہیں
 کیا پیری میں کہہ بہک گئے ہو
 افیون کی جھاڑی میں نہ بکے
 کیا حق میں پانی بھی نہیں ہے
 اور ضعف سے دم نہیں سماتا
 خود رائی یہ اپنی مر رہے ہو
 جادشت کی خاک بھوکھ میں بھاگ
 مر جا خود یا کہ مار کر لا۔
 تقدیر یہ اپنی سر کو دھنکر
 منہ دوسری طرف پھرایا
 کچھ لکڑیاں چٹکتے تو ہی لے آ
 دیوانہ ہے کوئی تو سہری ہے
 بان کون ہے آپ کو سمجھتا
 کہ نہ شر میں ہو گئے ہو مضبوط
 یا تنگ کی لگدی بڑھ گئی ہے
 معجون غذا سمجھکے ٹھائی
 یا بڑھ گئے چھڑے کہ یہ کہ کے
 کاسخ کی چلم نے یا اوڑایا

یا اونگہ میں کوئی خواب دیکھا
 چٹک میں یہ جھوٹے کھائے ہو
 عادت کے خلاف ہیں یہ باتیں
 سچان دروگیا گھٹو نہیں سے
 تم لکڑیاں چکے آپ لاکو
 وان راہ میں خار بو کے آئے
 جب اونے بھی یوں کر مٹی ثانی
 پھر تیسرے سے کہا بنا جار
 وہ بولایہ تیسری ہے لیجئے
 وان سے تو اوٹھا چکے ندامت
 ہر بار مٹی ہے ایک آمد
 کس لطف پر کون دل لبجائے
 کر پاپا تو ہم سے لے لیا ہے
 کیا گئے ادب ہے باپ میں آپ
 بے پوچھے لگاتا اتنے سر میں
 بیکاری میں ایلوا ورسو جھی
 یہ دیکھو نیا دیکھو سلا ہے
 جنگل کی بلا تو ہم سمیٹیں
 تم گھر کو تو صاف کر چکے ہو
 گھر کو نہ کیا برا برا کھو
 ہم اونچیں اور آپ جگے بیٹیں
 یہ اٹکے اوسے ہوئی ندامت
 جھاڑو تو وہ کیا غریب دیتا
 پھر جو تھے سے یوں کہا بنت
 اوسے بھرا اور مجھے مرغوب

آنکھیں تو ملو یہ کہتے ہو کیا
 یا نیند میں بڑ بڑا رہے ہو
 سو جھی نہ تھی پہلے سے یہ گھاتیں
 تیسرے میں جا کے تینکے چھتے
 یا باٹنے تھکے کے لاجلاؤ
 یا نکانے سمیٹنے کو لائے
 بیچارے نے مان بھی منہ کی کھائی
 تو جا ہی کر لے صاف لے یار
 حضرت کی بھی خوب مدح کیجئے
 اب لائی ایدہر بھی دیکھو شامت
 کچھ بھول گئے ہو دیجئے شاید
 منہ کھائے تو آنکھ بھی بجائے
 کچھ تمنے بھی عمر بھر دیا ہے
 ورنہ وہ جناب باپ میں آپ
 بچانی نہ جاتی شکل گھر میں
 لگتا نہیں بیٹھے بیٹھے کیا جی
 جنگل میں بھی گھر کا گھوسلا ہے
 اور بتر اخو دگلا کے لیٹیں
 سم اللہ مان بھی ناٹھ پھیرو
 خود سبز قدم بوجھاؤ ویدو
 تم جھاڑو بھی دو تو ہم نہ سرکین
 کہتا تھا ہوسی بڑی حماقت
 کہہ پانا زہین کریدنا تھا
 کر بیٹھا تو ہنڈیا کی حفاظت
 اچھی کہی آپ نے بھی کیا خوب

ہمتو چو لھے کو سکتے بیٹھیں
 گھر میں تو بھلا جلا چکے عود -
 بل کھائیں واکہ آپ بیٹھیں
 کی آئیے گھر کی بستی سونی
 یہ طرہ نیا ہے اور ویکو
 پتھر بندیا میں گل رہا ہے
 اتنی جو محافطت میں ہے کہ
 پھر دیکھلو ہے یہ وسم خالی
 کیا کہہ دیا میں نے وائے کثامت
 آپ اوتھتے تو کرتے ہم سب کام
 آمان ہی کہیں سے کچھ جو لائی
 آئی ہے حیات کو آب کی موت
 سستی کو کمال کر دکھاؤ
 وہ چپ ہوا یاں بھی چوٹ کھائی
 اس خلم کو لے جائی کہنے
 پھر پانچوں سے کیا اشارہ
 بننے لگا خیر تو جو حضرت
 مٹکری ہی منہ میں تو زبان ہو
 کیا کہتے ہو بولو کھول کر منہ
 حضرت فاقہ نہ کھر میں گڑھ
 ہوتا ہے وہاں فاقہ کش و
 کچھ بھر گیا پیٹ کیا ہوا سے
 یہ نکلے دلیل خان لے ایجان
 اور گھور کے ناک بھون چرماؤ
 آنکھوں کو ملا کے پھر دوبارہ

آرام سے آپ بیٹھے بیٹھیں
 جنگل میں بھی عہدی پن ہے موجود
 چو لھے سے جناب لگ کے بیٹھیں
 جنگل میں رہائیں آپ دہوئی
 خالی ہنڈیا کو سکتے بیٹھو
 یا آپ کا سر او بل رہا ہے
 کچھ ہنڈیا میں رکھکے نہولے شاید
 پکنا ہے پلاؤ مان خیالی
 اوٹھنا بھی ہے آکا قنامت
 ان جھگڑوں سے آپ کو ہی کیا کام
 وہ ملی پکائی تم نے کھائی
 غیرت کہیں جاکے ہو گئی فوت
 بس اب تو زبان بھی مت ہلاؤ
 ہے ایسی سمائی بے حیائی
 ہمارو دیکھی پارسائی کہنے
 اک تہقہ او سنے اوسیدہ مارا
 بے میر لطف بھی کچھ عنایت
 اور بات اشارو لے تیاں ہو
 کچھ ڈکھنے لگا ہے ہاں مگر منہ
 تو ٹھنگنیاں منہ میں بھر کے بیٹھو
 انسان تو اناج کا ہے گیرا
 جو سالس بھی ناک سے ہولیتے
 انگشت و باسکے زیر دندان
 انگشت خموشی لب پر رکھتے
 ابرو سے کیا وہیں اشارا

یہ غمہ بسوے فاختہ تھا
 لڑکے سے نہ کام اور کچھ تھا
 لڑکائیہ اشارے سب سمجھ کر
 گردن کو اٹھا کے اور بلا کے
 کرتے نہیں پوری کوئی بھی نقل
 کچھ رشتہ نہ پیری سے ہوا ہے
 حضرت کچھ بچھو ہوش پکڑو
 غیرت ہو تو کہتے شرم آئے
 لاسا کہیں لاشے بھی لگا میں
 زندے تو میں شیر و ہنہ لکیتے
 رکھتے نہیں چھیننے کا قابو
 ہمت وہ کریں گے خاک تھر
 میں بھوک سے آپ مر رہا ہوں
 گرمی جو بڑی ہی ہے فاختے کی ہان
 خالی جو ہے پیٹ اور کیا ہے
 پھر اسکے سوا کہ ہر کا وہ ہنہ
 کون اڑتا پھرے پرندیکے ساتھ
 میں سرش زمین پہ وہ شجر پر
 میں خود کو نہیں نبھال سکتا
 میں جاؤں شجر پہ بھی تو کیا ہو
 میں شاخہ ہوں وہ برگ تر پر
 میں بن زمین رہوں وہ کلیہ نچے
 ہان عقل کے آپتو میں پتے
 وہ چاہے تو تابندرہ اڑ جائے
 اس طرح غرض دلیل خان جی

تھا سرو یہ بیٹھا اونٹنے دیکھا
 مطلب تھا لگائے اوسکو اسیا
 بولا پڑیں اس خرد پہ پتھر
 بس کر دے اونٹ کیسے غم نے
 کہوئی گئی کیا بڑا پے میں عقل
 بیفائدہ سر جو بل رہا ہے
 اتنا بھی زمین پہ تم نہ اکر دو
 یہ مولیٰ سمجھ میں بھی سمائے
 مرد و نئے بھی کام کچھ بن آئیں
 مردے نہیں کھی مار سکتے
 اَرْتَسَلَب مَنَحْهُ الْاَبَابُ
 اڑتے نہیں جسے منہ کے پتھر
 کیا میں ہوں جو باتیں کر رہا ہوں
 بولی ہے یہ سر پہ چڑھے شیطان
 جن مجھ میں حلول کر گیا ہے
 لاسا ہے نہ دام ہے نہ بھندا
 یہاں ضعف سے قابو میں نہیں آتا
 میں بے پراور وہ سر بر پر
 وہ چرخ کو ہے ابھی ہوکتا
 ماتہ آئے نہ خاک وہ ہوا ہو
 یاں ماتہ ہو گل پہ وہ سر پر
 میں گل پہ وہ بوسے گل پہ ہوئے
 جھکو بھی ہو ہو قوت سمجھے
 یاں سایہ تلک نہ اوسکا ماتہ لے
 تھے دلیں ذلیل کھلے باجی

لے اے اس کی سبب نہیں الیہ باب
 لاسا بقصدہ مشفق
 اے طالب الملوک

جس بیٹے کو جو کہسا نہ مانا
اور چند سنا دی سید ہی اولیٰ
مجبور ہوئے وہ مرد و عورت
خود چوٹا بنایا اوستے جانی
اور لکڑیاں آپ چھکے لائے
جب ہو چکی سب یہ جانفشانی

بہر گئے بنایا دیا بہارا
کافی ہوئی عمر بھر کو جوتی
کرتے لگے اپنی آپ خدمت
خود بند یا چڑائی بھر کے پانی
سنگاٹے کو آگ دونوں لٹکھے
پکٹے لگا چوٹے پر وہ پانی

تماشا کردن فاختہ معاملہ نا اتفاقی دلیل خان با زوجہ و اطفال
و استفسار حال ایشان بمحور یافت حال خلیل خان سابق بموجب
دادن دلیل خان بفاختہ بہ تعلیب خلیل خان

وہ فاختہ سب یہ دیکھتا تھا
تم کون ہو کیا تمہارا ہے نام
کیون کرتے ہو اس قدر مشقت
بولامین دلیل خان ہوں ہشیار
اور بچوں نے جھکودی ہو ذلت
لینے کا نہیں میں نام اون کا
بولو وہ فاختہ کہ اچھا
ہے کہتے تمہارا کیا یہ نقشا
اوس شخص نے سنگے کی یہ تقریر

آخر کو وہ یوں جھک کے بولا
کیون آئے ہو یا ان تمہیں بچہ کیا کام
کیون ہے یہ گوارا اتنی وقت
حجت میری جو رو ہے خبر دار
ہے نام سے انکے جھک و نفرت
ہے سارا خلافت کام اوں کا
یہ مانا ہے تم یہ کرتے ہو کیا
اس بند یا میں تم بکاؤ گے کیا
ہے تیرے پکٹے کی یہ تقریر

رد جواب نے فاختہ بجانب دلیل خان بہ طعن و تشنیع و مراجعت
دلیل خان بخانہ خود بلا حصول مقصود بصد زنا مت و پاس

کیا خوب سمجھ ہے تم کو والد

وہ فاختہ بولا واہ واہ واہ

سر تو کٹر گئے اپنا رو لو
 ان یہ تو پرانا ہو گیا منہ
 نقشہ کو تو بات سے بنائی
 بہتر جیہ دلیل خان ترا نام
 ہر نہیں یاں دلیل تیری
 نہ بجھتا کا کام کچھ نہیں ہے
 نہ چاہیے تیجودھی و مستی
 نہ مہا ہے ریہا حیرت و محو
 نہ بجھتا قصور ہے جسے مستزاد
 نہ بقا ہے کس کا تو مستزاد
 ہے عقل یہاں کے کام میں دل
 نہ عقل کا سلب ہے قضیہ
 نہ موجب عین سالیہ ہے
 ملت یاں نہیں باز نہ ہے
 نہ لب پہ ہولا احب الا فضل
 نہ حکمت فلسفی ہے بیکار
 نہ کام ہے دلی روشنی سے
 نہ رمل کو خاک میں ملا دے
 تشنہ میں جلاد کے کیمیا کو
 جابے شکستہ پائے راحت
 نہ شکل کلیہ سی گرجا ہے
 نہ کشف لغات سے ہو بیزار
 نہ طب سے ہے علت مزاجی
 نہ سطر اتنی ہے صد ہری
 نہ فن ریاضی ہے حماقت

اور گند سے گریہ میں نہ کو دہو
 بنوا کو کہا ہے سے نیسا منہ
 کہتے ہوں شرم بھی نہ آئی
 حجت سے بہت رات دن تجھ کو کام
 حجت ہو گئی دلیل تیری
 یاں علم سے نام کچھ نہیں ہے
 یاں شرک سے جاہ و خود پرستی
 یاں کام نہ ہے نہ صرف اور شو
 نظری سے ثبوت شکل اول
 سلم تری یاں ہے الاستقامت
 یاں عقل کا ہے ہم مقول
 یاں شکل فنا ہفتا نتیجہ
 قطبہ شمسین جہنم یہ ہے
 یاں اور ہی کچھ مطالعہ ہے
 اتنی دہشت پر ہوا تل
 یاں دفتر عیندی ہے بیکار
 مطلب نہیں شریخ خمینی سے
 گرد و نیہ نجوم کو اوڑا دے
 یاں میں دلو دے سیمیا کو
 مہرہ گردی ہے یاں مساحت
 یاں جبر و مقابلہ او کھڑ جا کے
 قاموس و صراح یاں میں بگا
 یاں رد زمین مسائل سراجی
 یاں محبت نفس ہے تقدسی
 یاں ہر وہ جہاد اور ریاضت

ہے فرض یہاں رضا و تسلیم
 یاں عجز ہو دل میں اور ساجت
 یاں طمع میں انکسار ہو دئے
 یاں شمع قبول کان میں ہو
 یاں دلیخچ کوش ہوئے حاصل
 یاں چاہئے ہو یقین سرایا
 یاں شریعت پر عشق ہو تقاضا
 یاں کثرت و وحدت اکسا ہو جائے
 یاں شاوہ ہے بندہ تینے
 اس کو چہ میں چاہئے کہ زہار
 عیش و آرام سے ہو کابش
 یہ کہہ حرص و ہوس خد نہ ہو دے
 یاں ولیم بھری ہو خوش بہادی
 یاں انہم اور فخر ہو بعد غور
 یاں اطمینان ہوئے ہر دم
 یاں چاہئے اتفاق باہم
 یاں کل لسان ہے نہ منطق
 یاں بے تاویل و بحث و حجت
 قرآن و حدیث و فقہ گر ہے
 رکھ دلیمن خیال حق پرستی
 کر غور سے میری بات درگوش
 ہے قصہ سے یاں غرض عبادات
 سنت یہ عمل جو کے ذیل ہے
 یہاں کھولے ہی صوت ہر فک حال
 یہاں فقر نہ چہستان معنی

لازم ہے یہاں خشوع و تقظیم
 ہو صبر و توکل و تسامت
 آنکھوں میں جا و قار ہو دے
 اور خلق حسن زبان میں ہو
 اور چاہئے آساع کا لہ
 انسان بنے ادب کا بیتلا
 بنجائے مخزن امانت
 یاں وحدت و کثرت ایک ہو جائے
 یاں وہ درویش و شکستہ
 ہو دلیمن نہ رنج و شکستہ
 ہو لذت و کمالی نہ خواہش
 اور طمع میں خوے رد نہ ہو دے
 رندی آزادی ہمیرا دی
 چلتا نہیں ظن و وسوسہ کا زور
 ہو جائے حدیث نفس برہم
 تم میں ہے غضب وفاق باہم
 یاں مومن بن نہوسنا فی
 ازراہ صلاح و عدل و بصفت
 اور تجھ کو اصول سے خبر ہے
 باطل کے نشے کی چھوڑ رہتی
 لے ہوش وہ جسکو کہتی ہوش
 جھگڑو نہ جہان کے مارے لات
 بس علم حدیث کا یہ پھل ہے
 افعال کے معنی یاں بہن اعمال
 یاں نام کے معنی بہن معنی

۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کچھ بڑھ کے چومنے سے لکے غنی
 معنی نہیں کہ شکست سی ہے یہ
 اک بولی تو آپ کھولتے ہو
 روغن کچھ کوئی منہ پہ لایا
 باہم و خیال و عقل و باقیل
 نسخہ نسخہ پر نظر ہو
 امثال کے سب نکات سمجھے
 ان باتوں کی بو نہیں ہے پاس
 بدگوئی سے تو بگڑ گیا ہے
 بس دلمیں تو ہوا ذلیل اور خوا
 گو سرا جہان سمجھے آلو
 بس بھان سے جلو ہوا ہوسر کو
 ماتہ آتا ہوں میں ٹھاکے کی کمال
 میں اور مجھے تکر کے تو
 لنگر ہے بھی کہیں میں کرتے سیر
 خفاش بھی مھر کو بے گنتی
 ہرے کہیں ساز میں بجاتے
 جسے تجھے یہ شب بربخائی
 یہ رنگ وہی جما گیا ہے
 تھا وہی گھلاڑی جب کو بھائی
 کثرت میں حق و عدت اوس کا ظہر
 مت ریس کر اوس خلیل خان کی
 مان خیر سے آپ گھر کو جاؤ
 کچھ تم کو ادب ہے اور نہ حرمت
 تم نہیں تو اتفاق کر لو

کہتا ہے تو ترجمہ کو معنی
 بان حل لغت لغت سی ہے یہ
 اپنی بولی میں بولتے ہو
 گلی سکنے سے گلی نہ منہ میں آیا
 ہو مصحف پاک کی نہ تاویل
 اور شان نزول سے خبر ہو
 مقشابہ و محکمات سمجھے
 بان منہ تو بنالیا ہے سند اس
 منہ تیرا بہت ہی سڑ گیا ہے
 حجت کو تو اپنی جوتیاں مار
 ہن اپنے ہی منہ سے آب مٹھو
 بان جائے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو
 یہ منہ ہے اور مسور کی دال
 کیا میری ہنیں سی بے کو کو
 اندھے بھی پکڑتے ہن بٹرین
 مکھی بھی ہے شمع پر لپکتی
 گونگے بھی کہیں ہن لوگ گاتے
 بہرے کو بہر وین سنا لی
 یہ فاختہ وہ اور آگیا ہے
 سونے کی حیرانہ آئی
 وحدت میں تھی کثرت اور سنا ظاہر
 کچھ بات تھی اور اس جوان کی
 بس باتیں زیادہ میت بناؤ
 بان کو پسند ہے یہ صحبت
 سینے سے جدا الفاق کر لو

لعلكم لا يعجزكم ولا يلائمكم
 على ما جاء في الخبر
 تنزل الخبر والحق
 اوجه الكلام والحوار
 والحكم والفتاوى
 الاشارة فاجعلوا الكلام
 وحسن الاحكام
 اعملوا على الحكم
 آمنوا على الفتاوى
 واعتبروا بالامثلة

ہو یوں بھی شہر نہ کوتہ اندیش
 ہے ہوا ہوی چشم از تماشا
 کچھ میں خودی کے وہیں ہے ہو
 عشق و آرام پر ہو مر سکتے
 ہر ایک کو جب جاہ و پریشانی
 آنکھیں بھونی ہیں کیا دل کوئی کی
 خود را می بین با تن ہے کاش
 اللہ زبانیہ دل میں مستہ رام
 سب غمشو شمن اپنے تری ہو ہیں
 ایک ایک کو کرتا ہے نصیحت
 آپس میں ہنر و درخشاں ہے
 قول و اشتراک تہیں پاس
 ہر ایک کو دو سر سے کہہ ہے
 گر جہد کا نام لو تو مہربان ہیں
 بیٹوں میں بھری ہوئی ہے آتش
 جاہل غافل خدا کے بارے
 اطلاق کی سمت ایک باش
 ہر ایک گہارتا ہے قافلوں
 تم بے سامانی پر ہو فرعون
 غیرت ہے لجا ہے نہ ازرم
 سخت میں ہر اک بنا ہے مزود
 کچھ ایک کا ایک کو نہیں ڈر
 نشان ایک اک پہ دیر رہا ہے
 ہر ایک سے ایک اڑ رہا ہے
 ہر اک کا خیال ہے پریشان

جو کچھ بھی تو کرتا ہے پس و پیش
 ہے ایسے شے ہے سترم اتنا
 سخت سے کے باہر تیر ہے
 ہر امر میں نام یہ ہو مر سکتے
 اندھے آہوں کے پناہ و تیر
 ہر ایک کو سوجھتی ہے اولی
 اندر دی و کابل کی خواہش
 اندھے کو گلوں کے تیر نہ کہ نام
 سب آگ کے تیر ہیں سب ہر
 اور بزرگرو تو خود نصیحت
 ہو سکتے ہیں حد سے جان
 دل سے نہیں جانتے وہم و گسار
 کینہ ہے بعض ہے حسد ہے
 یان قول کریں او ہر ملک جانین
 ہے خواہش نفس کی پریش
 باندہ حدیث نفس ہر اک
 کنگو نہیں اب و گل سے جنبش
 ہر اک ہے بنا ہوا فلاحون
 کچھ اتنا نہیں سمجھ میں ہو کون
 اور چھوٹے بڑی کچھ نہیں شرم
 ایک اک بنا رہا ہے مردود
 میں قہر خدا کے سارے ظہر
 غیبت ایک اک کی کر رہا ہے
 اور عقل میں اپنی مٹ رہا ہے
 ہر اک ہے خودی میں اپنی حیران

سارے باہم نفاق میں ہیں
 پھر تسمیہ یہ وکولہ ہے اتنا
 کیا سر میں جنوں ترے سلایا
 ہے خبیث کہ نہ کہا لیا ہے
 ہے میرے ہی واسطے یہ جرات
 تھی عقل یہ ہی جو ساتھ لایا
 مجھے ترافض ہے مجھ پر
 میں آتا نہیں تمہارے بس میں
 تم مجھ کو بکتر نہیں سکو گے
 پس آپ خلیل خان نہ بنے
 ورنہ جسم تھے بار ایک تھی جان
 یان غیبیہ ہو ہے نام وحدت
 اک دل تھے وہ ہر طرحے باہم
 ہو قایم تو اک اک بھل جا کے
 بس چلے نہ آپ چال اوکشی
 بان بواہو سی ہے اور دھوکا
 کب مال ہے میرا تم سے ٹھرتا
 جب سخت جواب ادا سنے پایا
 بکے کچھ اور یک رہے تھے
 پھل نخل نفاق کے یہ پائے
 کو فاختہ کو بہت اڑایا

سو تفرقے اتفاق میں ہیں
 اس بود پہ حوصلہ ہے اتنا
 کیا وہم یہ بیٹھے بیٹھے آیا
 چپکے کو الٹ لیا ہے
 یا پہلے بھی تھی کبھی یہ بہت
 کچھ سر میں بھی یا کہ چھوڑ آیا
 اتنا آنا نہیں سن بھٹلا
 جب تک نہ ہوا اتفاق دس میں
 کب مانو نکالا کہ گر بکو گے
 بے کھوتے نہ آپ اتنا تھے
 یان بارہین بار بار باٹ ہر آن
 قلت میں بھی یان ٹری ہی کثرت
 یان تن بھی تو میں نہیں منہ راہم
 مگر بھین تو جوتی مل جا کے
 کچھ اور تھی چال ڈال اوکشی
 ماتون سے نہیں ہے کام چلتا
 یہ فاختہ تھے کب ہے اوڑھتا
 نادم ہوا اور سر جھکا یا۔
 ایک ایک کے منہ کو ہمک ہی تھے
 ہو کر شر مندہ مگر کو آئے
 اک پر بھی نہ اوسکا ماتہ آیا

و تسمیہ بہ نفس خود و عبرت درین قصہ

یون آبر و ماتھ سے نہ بکے
 تو لوٹ حدوٹ سے ہو سادہ

علوی نہ ہو جس کو کام کیجے
 اوس دشت گاگر ہے کچھ ارادہ

آئینہ زلفش سادہ باید
 اوس سر و کی دلوگر ہوا ہے
 اوس گنج سے نفع ہے اوٹھانا
 میدان میں آتو مرد ہنس کر
 ہاں تو بھی خلیل خان سا بن مرد
 جلتے رہتے ہنڈیا کے ملے آگ
 کہتے ہیں اسکیو استقامت
 اور ہنڈیا نہ اوٹے کھائے گرجش
 اسرار نہ آئین تیرے تا خلق
 سن عشق سے ہوئے ہیں پیدا
 بس عشق ہو دلمین اور امانت
 ہو جائے مرد بازی سیجے
 پہچانتے والے ہیں بہت لوگ
 مغلوں میں ہاں جو کچھ نکل جائے
 اس قصے کو مت سمجھہ کہانی
 باب قصہ ہوا تمام و انجام

سما سادہ عذار و نمساید
 اوس نہر بہ جان جو بٹلا ہے
 ٹوٹا ہوا گھر ہے گریستہ نا
 نامردوں کی طرح بھرنہ گھر گھر
 اکدم رہ عشق میں نہ ہوسرود
 بیاختہ بے غرض ہوئے لاگ
 گو سارا جان کر کے ملاست
 اوٹھ جائے نہ اوسکے سر پر سر پر
 کہتی ہے امانت اوسکو سب خلق
 ہوئے ہیں یقین سے ہویدا
 حاصل ہو یقین و استقامت
 ورنہ یاقین بہت ہیں سیجے
 ہر خام کا ہو گئے کا جوگ
 ہنڈیا تھی اوٹل گئی اوٹل جائے
 عبرت کی ہے بات سوج جانی
 اسے حضرت دل سلام و اکرام

دالخیہ شیر

قطعات تاریخ طبع مثنوی ہذا

از حبیب الدین صاحب صغیر حیدر آبادی

واقعی کس شان کی تالیف ہے
 ہر کہ و مہ مائل توصیف ہے
 و مہلو تر غیب ہو تحذیف ہے
 برش اسکی قابل تعریف ہے
 مرشد کامل کی یہ تصنیف ہے

حسام علوی عالی تبار
 دہوم ہے ملکوت اور جبروت
 ہر شے سے تیغ کے جوہر بیان
 چوڑ دلی لاہوت کی دل نئے ملک
 لکھد و سال طبع تم بھی اے صغیر

از ابو الرضا مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کفیی حیدرآباد

جیکہ تصنیف جناب علوی۔	ہو چکی طبع نشان و شوکت
سال تاریخ کہ کفیی نے	تاریخ آرز حسام عبرت

از میر تہنیت علی صاحب محشری شاگرد و مرید حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمہ

سے ستر خدا سے یہ صحیفہ جلو	سر پر کھگی اسکو ساری خلقت
لکھاسن طبع محشری نے اسکا	ہے تاج جہان حسام عبرت

از عبد حقیر شمس الحق سجاد علی میکش تھا نوی خادم و لطفی

حضرت مصنف علیہ الرحمہ

سب سے یہ مثنوی مقام عبرت	مرشد کا قول ہے کلام عبرت
میکش نے طبع کی یہ لکھی تاریخ	ہے یہ عرفان حق حسام عبرت

۶۲۱۸	واخانمبر
۲۵۱ ح	قرن
	تخانیمبر

